217

~~217~~

~~217~~

217

2

سررشتۂ تعلیم کے تازہ ترین سلیبس کے مطابق

پرائمری اُردو کورس

حصّہ سوم

تیسری جماعت کے لئے

آلٹرنیٹ ٹیکسٹ بُک

منظور شدہ سررشتہ ہائے تعلیم

پنجاب سرکلر نمبر ۱۶/۱۲۲۴۹ مؤرخہ ۱۲/۲۴ ۱۳ صوبہ شمال

مغربی سرحد نمبر ۴۲/۱۰۳ مؤرخہ ۱/۲۵ ۳ سنٹرل پراونسز

و برار نمبر ۷۵۶ مؤرخہ ۱/۲۵ ۳۱

مُصنّفہ

مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز و بک سیلرز لاہور

قیمت فی جلد ۷ر۷ پائی

فہرست مضامین حصہ سوم

پرائمری اُردو کورس

حصّۂ سوم

خُدا کی تعرِیف

خالِق حیَوان چرِندے پرِندے

خُدا سب کا خالِق ہے اور ایک ہے
اُسی نے بنایا بد و نیک ہے
اُسی کی ہے دُنیا بنائی ہوئی
اُسی کی ہے بستی بسائی ہوئی
اُسی نے بنایا ہے یہ آسماں
اُسی نے لگایا ہے یہ سائباں

اُسی کے ہیں جنگل لگائے ہوئے
اُسی کے ہیں دریا بہائے ہوئے
اُسی کی ہے کھیتی لگائی ہوئی
اُسی کی ہوا ہے چلائی ہوئی
ہیں سب پھول اُس کے کھلائے ہوئے
اُسی کے ہیں میوے لگائے ہوئے
اُسی کے ہیں اِنساں بنائے ہوئے
اُسی کے ہیں حیواں بنائے ہوئے
چرندے پرندے اُسی کے ہیں سب
وہ مالک ہے بندے اُسی کے ہیں سب
اُسی نے ہمیں اور تمھیں جان دی
بُرے اور اچھّے کی پہچان دی

سوالات

۱- ہمیں کِس نے پیدا کیا؟
۲- چرندے اور پرندے کِس کے ہیں؟
۳- "اُسی" کا کِس کی طرف اِشارہ ہے؟

سچّی خیر خواہی

وفادار حاسد اِقرار بدخواہی رُتبہ

۱- ایک بادشاہ کا وزیر اِتنا وفادار اَور خَیر خواہ تھا کہ دِل و جان سے ہر وقت خِدمتِ شاہی میں مصرُوف رہتا۔ بادشاہ بھی اُس کی ہر طرح عِزّت کیا کرتا - مگر حاسد اِس کی عِزّت اَور بادشاہ کی مہربانی دیکھ کر جلتے۔ اَور ہمیشہ اِس فِکر میں لگے رہتے کہ وزیر کا کوئی قصُور معلُوم ہو - تو نمک مرچ لگا کر بادشاہ کے کان بھریں - اَور اِسے بے عِزّت کرائیں ؎

۲ - آخر حاسِدوں کو بہُت سی تلاش کے بعد پتا چلا - کہ وزیر جب کبھی غرِیبوں اَور حاجتمندوں کو کچھ قرض دیتا ہے - تو اُن سے یہ عجیب اِقرار لے لیتا ہے کہ یہ قرضہ

بادشاہ کے مرنے پر واپس کیا جائیگا ÷

۳ - حاسدوں نے جب یہ بات بادشاہ تک پہنچائی - اور اُس نے وزیر سے دریافت فرمایا تو وزیر نے عرض کی - "حضور! خبر تو سچّی ہے - مگر اندھے حاسدوں کو اِتنی بھی تمیز نہ ہوئی کہ یہ بات خیر خواہی کی ہے یا بد خواہی کی ÷ میری غرض تو اِس شرط سے اپنے آپ ظاہر ہو رہی ہے کہ غریب ہمیشہ حضور کی صحت و سلامتی کی دُعا مانگا کریں - کیونکہ غریبوں کو روپیہ ادا کرنے کی جگہ دُعا مانگنا بہت آسان ہے" ÷

۴ - بادشاہ کو وزیر کا جواب اِتنا پسند آیا کہ حاسدوں کو سزا دے کر اُس کا رُتبہ اَور بھی بڑھا دیا ÷

سوالات

۱ - حاسدوں نے وزیر کی کیا شکایت کی ؟

۲ - وزیر کی اِس حرکت میں خیر خواہی کی کیا بات تھی ؟

۳ - غریبوں کو روپیہ ادا کرنا آسان ہے - یا دُعا مانگنا ؟



وزیر بادشاہ پر اپنی خیرخواہی ثابت کر رہا ہے +

لازمی تعلیم

صلاح مشورہ والی وارث

بلا فیس مقصد فیض

۱- اگرچہ دُنیا میں لکھے پڑھے اور بے پڑھے دونو ہی قسم کے آدمی کام کر رہے ہیں - اور کئی بے پڑھے لکھے لوگ پڑھے لکھوں سے بھی زیادہ آسودہ ہیں- لیکن سچ یہ ہے - کہ اگر یہ لوگ علم والے ہوتے - تو اس سے بھی زیادہ عزّت پاتے - اور اگر یہ علم والے غریب آدمیوں کی طرح بے وسیلہ ہوتے تو اُن سے بھی زیادہ غریب ہو جاتے ؂

۲ - اِس لئے ہمارے مُلک کے لائق لوگوں کے صلاح و مشورے سے سرکار

نے آئندہ کے لئے قانون بنا دیا ہے - کہ
ہر ایک بچہ جو دس سال سے کم عمر کا
ہو - ابتدائی تعلیم ضرور ہی حاصل کرے
اور اُس سے مدرسہ کی فیس بھی نہ لی جائے
اِس پر بھی اگر اُس کے والی وارث نہ پڑھائیں
تو اُن پر مقدمہ چلایا جائے ÷

۳ - مگر سرکار نے اِس قانون میں یہ شرط
لگا دی ہے - کہ یہ قانون صرف اُن ہی
قصبوں یا شہروں میں جاری کیا جائے جہاں
کے ڈسٹرکٹ بورڈ یا میونسپلٹیاں اِس کو اپنے
ضلع یا شہر میں جاری کرنا پسند کریں ÷

۴ - بچوں کو بلا فیس ابتدائی تعلیم
دینے کا یہ قانون چونکہ ہمارے فائدہ کے
لئے ہمارے ہی مشورہ سے بنایا گیا ہے
اس لئے روز بروز اِسے بہت سی
میونسپلٹیاں اور ڈسٹرکٹ بورڈ اپنے اپنے
علاقوں میں جاری کر رہے ہیں - تمہارے

یہاں بھی اوّل تو جاری ہو چکا ہوگا - ورنہ تھوڑے دِنوں میں ہو جائیگا ؞

۵ - سب لوگوں کو مُناسب ہے کہ ایسے اچھے قانُون کا مقصد پُورا ہونے کی خُود بھی کوشش کریں - کہ اِس میں اپنا ہی فائدہ ہے - تُم بھی ایسے دوستوں بھائیوں کو جو دس برس سے کم عُمر کے ہوں - پڑھنے کا شوق دِلانے اور مدرسے لے جانے میں مدد دِیا کرو - اور اپنے بُزرگوں کو بھی ہمیشہ یہی صلاح دیتے رہو کہ اس عام فیض سے حصّہ لینے کی پُوری کوشش کریں ؞

سوالات

۱ - لازِمی تعلیم کا کیا مطلب ہے ؟

۲ - لازمی تعلیم کے کیا فائدے ہیں ؟

۳ - اِبتدائی تعلیم میں کوئی فیس لی جاتی ہے یا نہیں ؟

۴ - پڑھا لکھا آدمی اچھا ہے یا اَن پڑھ ؞

بے صبری

تنگی تُرشی　　اِحتیاط　　بے غیرتی
مُفلِسی　　غیر　　عہد

۱- ایک آدمی پیاز کی چٹنی اور خُشک روٹی کھا کر تنگی تُرشی کے ساتھ زِندگی کے دِن بسر کرلیا کرتا تھا اور اُسکی ظاہری اِحتیاط کے باعِث کوئی بھی واقِف نہ تھا۔ کہ اُس کی کیا حالت ہے اور کہاں سے کھاتا پیتا ہے ؛

۲- ایک دِن کسی بے غیرت دوست نے اُس کی تنگدستی پر افسوس کرکے کہا۔ "اس گرم موسم میں خُشک روٹی اور پیاز کی چٹنی تو تُمہیں مار ہی دیگی"۔ اِس نے اپنی مُفلسی کا عُذر کیا۔ تو کم حوصلہ دوست نے کہا۔ "میں ایک ایسی ترکیب بتائے

دیتا ہوں۔ کہ روزانہ ہی گوشت پلاؤ اُڑایا کرو اور وہ بھی مُفت"۔

۳- آخر کم حوصلہ دوشت کی چکنی چپڑی باتوں سے اُس کا دِل بھی للچا آیا۔ اور شوق سے پُوچھنے لگا - "اگر ایسی کوئی ترکیب بتا دو۔ تو جیسا تم کہوگے۔ ویسا ہی کِیا جائیگا"۔ لالچی نے جواب دِیا۔ "ہر روز شہر میں تم کئی براتیں دیکھتے ہو بس کِسی نہ کِسی کے ساتھ ہو لِئے۔ اور وقت پر برات کے ساتھ بَیٹھ کے کھانا کھا لِیا۔ اِس طرح کھانا اچھّے سے اچھّا مُفت میں کھا آیا کروگے"۔

۴- غرِیب نے یہ انوکھی ترکیب سُنی۔ تو اُس کے مُنہ میں بھی پانی بھر آیا۔ اور صبر و قناعت چھوڑ کر مُفت خوری کے لِئے تیّار ہوگیا۔ چنانچہ اُسی شام خُوب اچھّے کپڑے پہن کر ایک برات کے ساتھ ہو لِیا۔

مگر اِتّفاق سے کھانے والے گھر میں اُس دِن یہ اِنتظام ہو چکا تھا۔ کہ کوئی غیر آدمی نہ آنے پائے۔ یہ نیا براتی گھسنے لگا۔ تو دروازہ پر دربان نے ٹوک دیا اور جب اِس نے آنکھ بچا کے جانا چاہا۔ تو اُس نے وہ دھکّا دِیا۔ کہ بیچارا دھم سے زمین پر آ رہا۔ اور گرنے کے ساتھ ہی دروازے کی کیل سے اٹک کر کپڑا بھی پھٹ گیا۔ آخرکار نہایت شرمندگی سے واپس ہو کر اِس نے آئندہ کے لئے عہد کیا کہ چٹنی تو ایک طرف۔ اگر پانی کے ساتھ سوکھی روٹی بھی مِل جائیگی۔ تو مَیں بن بُلائے کسی کی برات میں نہ جاؤنگا۔

سوالات

۱۔ ”منہ میں پانی بھر آنے“ کا کیا مطلب ہے؟

۲۔ لالچ میں کیا بُرائی ہے؟

۳۔ صبر کرنا کیسا ہے؟

کہنا بڑوں کا مانو

ناتوانو	برکت	آبرو
کوڑا	جھونکیں	پالا

۱- اے بھولے بھالے بچّو! نادانو! ناتوانو!
سر پر بڑوں کا سایہ - سایہ خدا کا جانو
۲- حکم اُن کا ماننے میں برکت ہے میری جانو
چاہو اگر بڑائی - کہنا بڑوں کا مانو

۳- ماں باپ کا عزیزو! مانا نہ جس نے کہنا
مشکل ہے آبرو سے اُس کا جہاں میں رہنا
۴- بے عزّتی کا کوڑا اُس کو پڑیگا سہنا
چاہو اگر بڑائی - کہنا بڑوں کا مانو

۵۔ تم کو نہیں خبر کچھ۔ اپنے بُرے بھلے کی
جتنی ہے عمر چھوٹی۔ اُتنی ہے عقل چھوٹی
۶۔ ہے بہتری اِسی میں۔ جو ہے بڑوں کی مرضی
چاہو اگر بڑائی - کہنا بڑوں کا مانو

۷۔ وُہ کام کیوں کرو تم جس سے تمہیں وُہ روکیں
اُس بات سے بچو تم جس سے تمہیں وُہ ٹوکیں
۸۔ جھک جاؤ دوڑ کر تم گر آگ میں وُہ جھونکیں
چاہو اگر بڑائی - کہنا بڑوں کا مانو

۹۔ ہے کوئی دن میں پیارو! وُہ وقت آنے والا
دُنیا کی مشکلوں سے تم کو پڑے گا پالا
۱۰۔ مانیگا جو بڑوں کو جیتے گا وُہ ہی پالا
چاہو اگر بڑائی - کہنا بڑوں کا مانو

سوال

۱۔ شعر نمبر ۲ کا کیا مطلب ہے؟
۲۔ چھوٹی عقل کے کیا معنی ہیں؟
۳۔ بڑوں کا کہنا ماننے میں کیا فائدہ ہے؟

بُرائی سے بھلائی کا سبق

یہُودی | اِتّفاق سے | لجاجت
مِعماری | سختی | نادانی

۱۔ کہتے ہیں۔ لُقمان حکیم کا رنگ سانولا تھا۔ اور لباس بھی سادہ رکھّا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی یہُودی امیر نے اُنھیں اپنا بھاگا ہُوا غُلام سمجھ کے پکڑ لیا۔ اور مکان بنانے پر لگا دیا۔ یہ بیچارے سال بھر کام کرتے رہے اور جب مکان بن کر تیّار ہو گیا۔ تو اِتّفاق سے امیر کا اصل غُلام بھی مِل گیا ✣

۲۔ امیر سخت شرمندہ ہُوا۔ اور اُس نے نہایت لجاجت کے ساتھ لُقمان سے کہا "مجھ سے یہ گُناہ صِرف بھُول کر ہو گیا ہے خُدا کے لِئے مُعاف کر دیجے" ✣

۴- لقمان نے جواب دیا - "سال بھر کی محنت اور تکلیف کا بدلہ اِن چند لفظوں سے تو کیا ہو سکیگا ؟ مگر مَیں اِس لئے مُعاف کر دیتا ہُوں کہ تُمہارے فائدہ میں میرا کوئی نُقصان نہیں ہُوا - اِدھر مَیں نے مزدُوری اور معماری کا کام سیکھ لیا - اُدھر تُمہارا گھر بن کے تیّار ہو گیا - اِس کے سِوا اِس محنت سے مجھے ایک یہ بھی فائدہ ہُوا کہ آئندہ مَیں نوکروں سے کام لینے میں نادانی کے ساتھ سختی نہ کیا کرُونگا - کیونکہ اِس مزدُوری کی سختی اُن کے ستانے سے مجھے روکتی رہیگی" ؞

سوالات

۱- لُقمان کو امیر نے کیوں پکڑا - اور اُس سے کیا کام لیا ؟

۲- اصل غلام مل جانے پر امیر نے لُقمان سے کیا کہا ؟

۳- لُقمان نے امیر کو کیا جواب دیا ؟

حیوانات

کیچوا غیر معروف ناطق مطلق

۱- دُنیا میں جس قدر جانور ہیں۔ اِن کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وُہ جن کے جسم میں ہڈّی ہوتی ہے۔ جیسے ہاتھی۔ گھوڑا۔ شیر۔ مُرغ وغیرہ۔ دُوسرے وُہ جانور جن کے جسم میں ہڈّی نہیں ہوتی۔ جیسے جونک۔ کیچوا۔ گھونگا۔ سنکھ وغیرہ +

۲- **ہڈّی دار جانور**۔ یہ جانور پانچ قسم کے ہیں۔ اوّل دُودھ پلانے والے۔ دُوسرے پرندے۔ تیسرے رینگنے والے۔ چوتھے خُشکی اور تری دونو میں رہنے والے۔ پانچویں پانی میں رہنے والے۔ یعنی مچھلیاں وغیرہ +

۳- **دُودھ پلانے والے جانور** — جو جانور اپنے بچّوں کو چھاتیوں سے دُودھ پلاتے

ہیں۔ اِن کا خُون گرم ہوتا ہے پھیپھڑوں سے سانس لیتے ہیں۔ اِن میں زیادہ تر تو زمین پر رہتے ہیں۔ جیسے گھوڑا۔ بکرا۔ چیتا۔ کُتّا وغیرہ۔ بعض پانی میں۔ جیسے ویل اور سُونس وغیرہ۔ بعض درختوں پر جیسے گلہری اور بندر وغیرہ۔ اور ایک آدھ ہوا میں بھی اُڑتا ہے۔ جیسے چمگادڑ ❖

۴۔ دُود پلانے والے جانوروں کی چودہ قسمیں ہیں۔ جن میں سے چار غیر معرُوف ہیں۔ اور دس مشہور۔ چُنانچہ اِن دس قسموں کے نام یہ ہیں۔ اوّل دوہتّے جانور۔ دُوسرے چوہتّے جانور۔ تیسرے پنکھ ہتّے جانور۔ چوتھے سُم دار جانور۔ پانچویں سُونڈ دار جانور۔ چھٹے درندے۔ ساتویں کُترنے والے جانور۔ آٹھویں کرم خور جانور۔ نویں تھیلی دار

جانور اور دسویں وہیل کی قسم کے جانور +

۵- دو ہتے جانور وہ ہیں - جن کے دو ہاتھ اور دو پاؤں ہوں - جیسے بندر- انسان - کیونکہ جاندار ہونے کے لحاظ سے انسان بھی حیوانات میں ہی شامل ہے - صرف اس قدر فرق ہے - کہ اس میں بات چیت کرنے اور سوچنے کا مادہ ہے - اور دوسرے حیوانات میں نہیں - اسی لئے انسان کو "حیوانِ ناطق" یعنی بات کرنے والا حیوان کہتے ہیں - اور باقی حیوانات کو "حیوانِ مطلق" یعنی خالص حیوان +

سوالات

۱- دودھ پلانے والے جانوروں کی کتنی قسمیں ہیں؟

۲- دو ہتے جانور کونسے ہیں - انسان اور حیوان میں کیا فرق ہے؟

۳- پیرا نمبر ۵ بطور املا لکھایا جائے +

ظالم سے ہمدردی

غضب | اِمداد | بھڑ | چھتّا

سُوجن | غرِیبوں کی آہ | مخلُوق

۱- کِسی شخص کے گھر میں بھڑوں نے چھتّا بنا لیا تھا- اُس نے ایک دِن بیوی سے کہا- "کسی چیتھڑے پر تیل ڈال لاؤ کہ میَں اِس چھتّے کو جلا دُوں- ورنہ بھڑیں زیادہ ہو جائینگی- اور چھوٹے بڑے سب تکلیف میں پڑ جائیں گے۔" بیوی نے کہا- "میاں اِتنا غضب کیوں کرتے ہو؟ خُدا نے ہماری ہی طرح اُن کی بھی جان بنائی ہے۔" میاں نے جواب دِیا- "تُم نے سُنا نہیں- کہ دُکھ دینے والے کو

دُکھ دینے سے پہلے مار دینا چاہئے - ورنہ بھی چند روز میں اِتنا زور پکڑ لینگی - کہ گھر میں رہنا مُشکِل ہو جائیگا" مگر بیوی نے کہا "جانے بھی دو - غریبوں کی آہ کیوں لیتے ہو؟

۲ - اِس کے بعد تھوڑے ہی دِن گُزرے ہونگے - کہ میاں گھر سے باہر تھے - کسی بھڑ نے ایک بچّے کے ڈنک مار دِیا - اور اُس کی چیخ پُکار پر دُوسرا اِنداد کو اُٹھا - تو اُسے بھی کاٹا - یہ دیکھ کر عورت بے چین ہو گئی اور اُس نے غُصّے میں آ کر بھڑوں کے چھتّے کو جلانے کے لِئے خُود ہاتھ بڑھایا - مگر اِس کے کانپتے ہُوئے ہاتھ سے چھتّہ نہ جل سکا - اور سب کی سب بھڑیں آ کر اِسے لپٹ گئیں - جس سے یہ غریب خُود بھی سُوج کر کُپّا ہو گئی - جہاں دیکھو - سُوجن - جہاں ہاتھ لگاؤ - درد +

۳ - تھوڑی دیر بعد جب میاں باہر سے گھر میں آئے - تو گھر بھر کی صورت دیکھ کر مسکرا دِئے - بیوی نے سب حال سُنا کر کہا - "خُدا کے لئے اِن ظالموں کو اِسی وقت جلاتے جاؤ -" مگر میاں اَب کہاں سُنتے تھے - اُس نے کہا - "بھلا مَیں کیسے جلا دُوں ؟ یہ بھی تو خدا ہی کی مخلُوق ہے - اَور ہماری ہی طرح جان رکھتی ہے"

سوالات

۱ - میاں بھڑوں کے چھتّے کو جلانے لگا - تو بیوی نے کیا کہا ؟

۲ - بھڑوں نے بیوی سے کیا سلُوک کیا ؟

۳ - مُوذی سے ہمدردی کیسی ہے ؟

اصلی شرافت

حشمت　　صاحبِ زر　　مدارج

صدا　　ذی شان　　فیضِ عام

۱- میں پوچھتا نہیں ہرگز تمہارا نام ہے کیا
نہ یہ کہ نام بزرگوں کا اور مقام ہے کیا
۲- تمہارے کام ہیں اچھے تو نام اچھے ہیں
گھرانے اچھے گھر اچھے تمام اچھے ہیں
۳- دو روزہ دولت و حشمت کا کچھ خیال نہیں
امیر ہو کہ فقیر اس سے کچھ سوال نہیں
۴- کوئی امیر اگر ہے تو اپنے گھر بیٹھے
بزرگ صاحبِ زر ہے تو لے کے زر بیٹھے
۵- مجھے غرض نہیں کالج میں تم پڑھے کہ نہیں
جماعتوں کے مدارج میں تم چڑھے کہ نہیں
۶- کتابیں پڑھ کے جو کیں حفظ بر زبان تو کیا

اور اِن میں پاس ہوئے وے کے امتحان تو کیا

۷- تمہارے خلق پہ بھی کچھ اثر ہوا کہ نہیں
زباں سے کہنے کی دل تک گئی صدا کہ نہیں

۸- فقط جو عالِم ذی شان ہو گئے تو کیا
مرے حسابوں وہ شیطان ہو گئے تو کیا

۹- جو کچھ کہ منہ سے کہو اس کا لو اثر دل میں
کہ ہے کتابوں میں جو کچھ کرے وہ گھر دل میں

۱۰- وگرنہ پڑھنے کو سب خاص و عام پڑھتے ہیں
ہزاروں طوطے بھی کلمہ کلام پڑھتے ہیں

۱۱- جو مجھ سے پوچھو تو ہے پھر بھی ناتمام وہ علم
تمام جب ہو کہ پہنچائے فیضِ عام وہ علم

۱۲- وہ علم جس سے کہ اوروں کو فائدہ نہ ہوا
ہمارے آگے برابر ہے وہ ہوا نہ ہوا

آزاد مرحوم

سوالات

۱- شعر نمبر ۵ کا مطلب بیان کرو؟

۲- شعر نمبر ۸ کے کیا معنی ہیں؟

۳- "میرے حسابوں" اور "ہمارے آگے" کا مطلب کیا ہے؟

اِنعام میں حِصّہ

ماہی گیر نوّابی محل دربان

نِصف ہٹ رُخصت

۱- ایک نوّاب صاحب کو رنگین مچھلیوں کا بہت شوق تھا- اور اُنھوں نے ایسی رنگ برنگ کی خوبصورت مچھلیاں اپنے محل کے مختلِف حوضوں میں چھوڑ رکھی تھیں- نوّاب صاحِب کے شوق کا حال سُن کر ایک ماہی گیر بھی چند خوبصورت اور عجیب مچھلیاں اِنعام کے لیئے پکڑ لایا ٭

۲- ماہی گیر نوّابی محل کی ڈیوڑھی پر پہنچا- تو دربان نے روک لیا- اور صِرف اِس شرط پر اندر جانے کی اِجازت دی-

کہ جو کچھ انعام ملے ۔ اُس میں سے نصف اُس کو بھی دیا جائے +

۳ ۔ ماہی گیر نے اندر جا کر مچھلیاں پیش کیں ۔ تو نوّاب صاحب بہت خوش ہوئے ۔ مگر جب اُنہوں نے قیمت دریافت فرمائی ۔ تو ماہی گیر نے کہا ۔ " حضور ! ان کی قیمت صرف ایک سو کوڑے ہیں " + نوّاب صاحب یہ قیمت سن کر بہت حیران ہوئے اور ماہی گیر سے کئی بار فرمایا ۔ " کچھ اور مانگ " لیکن جب وہ اسی ہٹ پر قائم رہا ۔ تو نوّاب صاحب نے مجبور ہو کر اس کی پیٹھ پر آہستہ آہستہ سو کوڑے لگانے کا حکم دے دیا +

۴ ۔ ماہی گیر پچاس کوڑے کھا چکا ۔ تو اُس نے عرض کی " ۔ بس حضور ! اس قیمت میں ایک اور شخص بھی میرے ساتھ برابر کا حصّہ دار ہے ۔ باقی پچاس اُسے



نوابی دربار میں مچھلی والا دربان کو آدھا انعام دلاتا ہے +

لگائے جائیں"۔ نوّاب صاحِب نے پُوچھا۔ "وُہ کون"؟ اس پر ماہی گیر نے سارا قِصّہ کہہ سُنایا ÷

۵ - نوّاب صاحِب کو یہ حال سُن کر دربان پر نہایت غُصّہ آیا - اَور اُسی وقت بُلا کر اُس کی پیٹھ پر اِس زور سے پچاس کوڑے لگوائے - کہ کھال اُدھڑ گئی - اَور پھر دربان کو مَوقُوف کر کے ماہی گیر کو مُناسِب اِنعام دینے کے بعد رُخصت فرمایا ÷

سوالات

۱ - ماہی گیر سے دربان نے کیا وعدہ لے کر اندر جانے دِیا ؟

۲ - ماہی گیر نے کیا اِنعام مانگا ؟

۳ - دربان کو کیا حاصِل ہُوا ؟

حیوانات (۲)

مانند   خونخوار   پنکھ   دراز

۱۔ چوہتے جانور ۔ جن جانوروں کے پاؤں بھی ہاتھ کی مانند ہوتے اور ہاتھ کی طرح کام دیتے ہیں ۔ انہیں چوہتے جانور کہتے ہیں ۔ ان کی شکل انسان سے بہت ملتی جلتی ہے ۔ یہ اکثر جنگلوں میں رہتے اور درختوں کی ٹہنیوں پر نہایت آسانی اور پھرتی سے اچھلا کودا کرتے ہیں ۔ ان کی تین قسمیں زیادہ مشہور ہیں بندر ۔ بوزن ۔ بن مانس ۔ یہ اکثر گرم ملکوں میں پائے جاتے ہیں ۔ عام طور پر تو پھل کھاتے ہیں ۔ مگر چھوٹے چھوٹے جانوروں کو بھی چٹ کر جاتے ہیں +

۲ ۔ بندر ۔ شکل اور قد کے لحاظ سے

اِس کی بہت سی قسمیں ہیں - جن میں بعض تو اِنسانی قد کے برابر ہیں - بعض بہت چھوٹے - بعض موٹے اور بد شکل - بعض نازک اور خوبصورت - بعض کی دُم لمبی - بعض کی چھوٹی اور بعض کی دُم ہی ندارد - مگر اِن سب کی گالوں کے اندر تھیلیاں ہوتی ہیں - جن میں یہ جلدی جلدی خوراک بھر لیتے ہیں اور پھر آرام سے بیٹھ کر کھایا کرتے ہیں - ہندوستان میں بندروں کی ایک قسم لنگور ہے - اِس کے بال بھورے سفید مُنہ کالا اور دُم لمبی ہوتی ہے - مگر اِس کی گالوں کے اندر تھیلیاں نہیں ہوتیں - عام بندر اِس سے بہت ڈرتے اور بھاگتے ہیں - کیونکہ یہ دُم کے چابک سے اُنہیں بری طرح مارتا ہے +

۲ - بن مانس - اِس کی پچھلی ٹانگیں چھوٹی ہوتی ہیں - اور دُم بالکل نہیں ہوتی - اِنسان

کی طرح کھڑے ہو کر بھدّے پن سے چل سکتا ہے ؛

۴ - ببُون - یہ جانور جنوبی افریقہ کا باشندہ ہے - قد اِنسان کے برابر - دُم بہُت چھوٹی اور اُس پر بال بالکل نہیں ہوتے اِتنا طاقتور اور خونخوار جانور ہے کہ درخت سے لٹک کر ایک ہاتھ سے آدمی کو سر سے پکڑ کر اُوپر اُٹھا لیتا ہے ؛

۵ - پنکھ ہتّے جانور - اِن جانوروں کے ہاتھوں کی اُنگلیوں کے درمیان جھلّی اِس طرح منڈھی ہوتی ہے کہ اُس کا پھیلاؤ ٹانگوں تک چلا جاتا ہے - اور یہی جھلّی اُن کو پَر یعنی پنکھ کا کام دیتی ہے - اِس لئے اِنھیں پنکھ ہتّے جانور کہتے ہیں - اِس قِسم میں صِرف چمگادڑ ہی ہیں - جن کی بہُت سی قِسمیں ہیں - بعض بہُت چھوٹی - بعض بہُت بڑی - چمگادڑوں میں عجیب بات

یہ ہے۔ کہ چھلّی کے ذریعے بغیر دیکھے اور بغیر چھوئے کچھ فاصلے کی چیز کو معلوم کر لیتی ہیں۔ دن کو تو انہیں نظر نہیں آتا۔ رات کو اُڑتی پھرتی ہیں۔ اور جو کیڑے بھنگے مل جائیں۔ کھا جاتی ہیں۔ دن کو چھوٹی چمگادڑیں سوراخوں یا دراڑوں وغیرہ میں چھُپ چھپا جاتی ہیں۔ اور بڑی درختوں میں اُلٹی لٹکی رہتی ہیں۔ چمگادڑیں پرندوں کی طرح انڈے نہیں دیتیں۔ بلکہ بچّے دیتی اور انہیں چھاتی سے دُودھ پلاتی ہیں +

سوالات

۱۔ چوپائے جانوروں کی کتنی قسمیں ہیں؟

۲۔ پنکھ ہتّے جانور کونسے ہیں۔ انہیں پنکھ ہتّے کیوں کہا جاتا ہے؟

۳۔ پیرا نمبر ۱ بطور املا لکھوایا جائے +

حاتم کا میزبان

میزبان ملکیّت نقاب نذر

۱- ایک دفعہ لوگوں نے حاتم سے پُوچھا "مہمان نوازی میں کوئی شخص آپ کے برابر بھی ہوگا؟" حاتم نے کہا۔ "برابر تو کیا! مَیں ایک نوجوان کو اپنے سے بہتر دیکھ چُکا ہُوں"۔

۲- پچھلے سال جب ایک شہر کو جاتے ہُوئے مُجھے اُس کے ہاں مہمان ہونے کا اتّفاق ہُوا۔ تو مَیں نے دیکھا۔ کہ اُس غریب نوجوان کی ملکیّت میں صِرف دس بکریاں تھیں۔ مَیں گیا۔ تو اُن میں سے ایک تو اُس نے اُسی وقت ذبح کرکے میری دعوت کا سامان کر دیا مگر گوشت سامنے آیا۔ اور مَیں نے گُردے کے ٹکڑے کی طرف ہاتھ

بڑھاپا - نو جوان نے پُوچھا - "کیا آپ کو
گُردوں سے کُچھ زیادہ رغبت ہے ؟"
مَیں نے کہا - "جی ہاں !" +

۳ - یہ سُنتے ہی وُہ فوراً اُٹھ کر باہر چلا
گیا - اَور گھنٹہ بھر کے اندر ایک قاب
میں بہت سے بھُنے ہُوئے گُردے رکھ لایا
جنہیں مَیں نے بھی شَوق سے کھا لیا -
مگر بعد ازاں جب سوار ہونے کے لئے
مَیں خیمے سے باہر نِکلا - تو دیکھا کہ بہت
سا خُون پھیلا ہُوا ہے - اَور دسوں کی
دسوں بکریاں ذبح ہو چکی ہَیں +

۴ - مَیں نے نَوجوان سے پُوچھا - "کیا تُم
نے صِرف ایک آدمی کے لئے دس بکریاں
ذبح کر دیں ؟

۵ - اُس نے کہا - "جی ہاں ! صرف اِس
لئے کہ آپ کو گُردے پسند تھے - اَور
سب کے ذبح کئے بغیر آپ کا شَوق پُورا

نہ ہو سکتا تھا۔" مَیں نے اُس میزبان کی ہِمّت پر صد آفرِین کہنے کے بعد واپس آ کے اُسے پچاس اُونٹ بطورِ تُحفہ بھیج دِئے"۔

۶- خُوشامدیوں نے کہا۔" ہمارے نزدِیک تو پھر بھی آپ ہی بڑھ کر رہے۔کہ دس بکریوں کے بدلے پچاس اُونٹ دے دِئے"۔ حاتم نے کہا۔" اَیسا نہ کہو۔ کیونکہ اُس نے جو کُچھ بھی پاس تھا۔ مِہمان کی نذر کر دِیا۔ اور مَیں نے جو کُچھ مُجھ سے ہو سکتا تھا۔ اُس سے بہت کم دِیا"۔

عزِیزو! دیکھو حق پسند لوگ کِس طرح دُوسرے کی بڑائی مان لیتے ہیں۔

سوالات

۱- حاتم کے میزبان نے دس بکریاں کیوں ذبح کیں؟

۲- حاتم نے جو کُچھ اُس کو بھیجا وُہ بہت تھا یا جو اُس نے پیش کِیا؟

۳- پیرا نمبر ۱ بطورِ اِملا لِکھاؤ۔

پہاڑی ندّی

آفت کا پرکالہ - دَل بادل - کُہسار
سَیلاب - فیض رسانی - رُوحِ رواں - سَیرابی

۱- ندّی ہُوں مَیں نالہ ہُوں مَیں
آفت کا پرکالہ ہُوں مَیں
۲- زور پہ اپنے جو اِترائے
ہاں وُہ میرے رُو برُو آئے
۳- مُدّت سے میں خُشک پڑی تھی
ریت کے نیچے چُھپکے لیٹی
۴- جب موسم برسات کا آیا
دَل بادل کُہسار پہ چھایا
۵- ہاں وُہ ٹَپ ٹَپ بُوندیں آئیں
خوشخبری سَیلاب کی لائیں
۶- راگ سُریلے میٹھے میٹھے
مات ہیں جن سے ارگن باجے

۷- جھر جھر کرتے شور مچاتے
تان لگاتے گیتیں گاتے
۸- اب ہے کون جو سامنے آئے
مجھ سے آ کر ہاتھ ملائے
۹- کشتی مجھ پر چل کے دیکھے
سینہ میرا دل کے دیکھے
۱۰- گرچہ میں اک قہرِ خدا ہوں
آفت ہوں سیلاب فنا ہوں
۱۱- پر رحمت بھی نام ہے میرا
فیض رسانی کام ہے میرا
۱۲- روحِ رواں کھیتی کی میں ہوں
دشمنِ جاں خشکی کی میں ہوں
۱۳- مجھ سے ہے سیرابی ساری
ہر سو میرا فیض ہے جاری

سوالات

۱- شعر نمبر۱ کے کیا معنی ہیں؟
۲- شعر نمبر۹ کا مطلب بیان کرو؟
۳- ہمیں ندیوں یا دریاؤں سے کیا کیا فائدے ہیں؟

جمادات

نباتات کمیاب جنتری سمانا
ورق نرخ زیورات کُشتہ

۱- حیوانات اور نباتات کے سوا تمام چیزیں جمادات
میں داخل ہیں - جیسے - پتھر - لوہا - سونا وغیرہ +
۲- **سونا** - یہ دھات تمام دھاتوں کی
بادشاہ مانی جاتی ہے - سونا چونکہ کمیاب
ہے اور بڑی محنت سے حاصل ہوتا ہے -
اس لئے قیمت بھی بہت پاتا ہے - یعنی
عام طور پر پچیس روپے فی تولہ اُس کا
نرخ ہے - رنگت نہایت چمکدار اور سُنہری
۳ - سونے کو پانی یا ہوا سے زنگ
نہیں لگتا - اور باقی دھاتوں کی نسبت
گھستا بھی بہت کم ہے - نرم اتنا ہے -
کہ کوٹ کر اس کے نہایت باریک ورق بنا

لیتے ہیں۔ جنہیں اکثر لوگ قوت دل کے لئے بطور دوا کھاتے ہیں +

۴ - جنتری میں کھینچنے سے سونے کا تار نہایت باریک ہو جاتا ہے - یہاں تک کہ صرف اشرفی بھر سونے کا تار اٹھارہ میل لمبا تیار ہو سکتا ہے - چاندی کی نسبت اس کا تار بہت زیادہ بڑھ سکتا ہے +

۵ - سونا دوسری دھاتوں کی نسبت وزنی بھی زیادہ ہوتا ہے - یعنی پارہ جو پانی سے تیرہ گنا وزنی ہے - سونا اس سے بھی تقریباً ڈیوڑھا وزنی ہوتا ہے - یعنی اس کا وزن پانی سے انیس گنا سمجھو - جس پیالے میں سیر بھر پانی سما سکتا ہو - پارہ اسی پیالے میں تیرہ سیر سما جائیگا - اور سونا انیس سیر - سونا عموماً سکوں اور زیورات کے کام آتا ہے - بادشاہوں، امیروں کے یہاں اس کے برتن بھی بنائے جاتے ہیں - بعض

لوگ کئی کئی ترکیبوں سے اسے پھونک کر کُشتہ بھی بناتے ہیں۔ جو دوا کے طور پر کھایا جاتا ہے +

۷۔ چاندی ۔ یہ دھات سونے سے دُوسرے درجہ پر ہے۔ اِس کا رنگ سفید ہوتا ہے۔ مگر نہ تو سونے کی طرح کمیاب ہے اور نہ اُتنی قیمتی ۔ نہ ویسی نرم اور وزنی۔ میلی بھی جلد ہو جاتی ہے ۔ ہر مُلک کے سکّے زیادہ تر چاندی ہی کے ہوتے ہیں۔ غریب لوگ اُس کے زیورات بھی پہنتے ہیں۔ امیروں کے ہاں اُس کے برتن بھی اِستعمال ہوتے ہیں۔ سونے کی طرح چاندی کے بھی ورق بنائے جاتے ہیں +

سوالات

۱۔ سونا کیسی دھات ہے؟

۲۔ چاندی اور سونے میں کیا فرق ہے؟

۳۔ چاندی کا حال بطور اِملا لکھایا جائے +

عِلم و عقل

بے زوال گنجِ قارُوں رہزن

وقار جوہر مُشتِ خاک اِدراک

۱۔ عِلم کی دَولت ہے اَیسی بے زوال
جِس کے آگے گنجِ قارُوں کیا ہے مال

۲۔ عُمر بھر پڑھتے پڑھاتے جایئے
پایئے جِتنا لُٹاتے جایئے

۳۔ یہ وُہ دَولت ہے کہیں لے جاؤ ساتھ
پڑ نہیں سکتی کِسی رہزن کے ساتھ

۴۔ عِلم سے اِنساں کو حاصِل ہے وقار
ورنہ حیوانوں میں ہے اِس کا شُمار

۵۔ عقل کو بھی نیک و بد کی یہ تمیز
عِلم ہی سے ہو گئی حاصِل عزیز

۶- دولت و اقبال کا زیور ہے علم
عقل کے آئینے کا جوہر ہے علم
۷- علم کے محتاج - محتاج و غنی
علم کے ہاتھوں ہے کنجی عقل کی
۸- کیسے کیسے کام مشتِ خاک سے
ہو رہے ہیں علم کے ادراک سے
۹- علم سے جو چاہو سب کچھ جان لو
حد یہ ہے اللہ کو پہچان لو
۱۰- عقل اندھیرے میں پڑ جائے اگر
علم ہی کی روشنی ہو راہبر
۱۱- علم والوں ہی کے ہیں نام و نشاں
مر کے بھی زندہ بزیرِ آسماں
(شفیق - عماد پوری)

سوالات

۱- شعر نمبر ۲ کا کیا مطلب ہے؟
۲- علم سے خدا کیونکر پہچانا جاتا ہے؟
۳- علم والے مر کے بھی کس طرح زندہ رہتے ہیں؟

بھوکی بلّی

وِیرانہ　فضا　نَوَارِد　جھونپڑا

۱- ایک غریب بُڑھیا نے کسی وِیرانے میں ایک بلّی پال رکھی تھی - مگر نہ غریب کے ہاں گوشت پکتا - نہ دُود آتا تھا - اِس لئے بلّی کو سُوکھے ٹکڑوں یا کسی قضا کے مارے چُوہے کے سِوا کیا نصیب ہو سکتا تھا ؟ پس یہ بیچاری سُوکھ کے کانٹا ہو رہی تھی ؛

۲- ایک دِن اُس وِیرانے میں اتّفاق سے کسی شہری بلّی کا گُذر ہُوا - تو اُس نے بُڑھیا کی بلّی کو اِس بُرے حال میں دیکھ کر کہا - " بُوا معلُوم ہوتا ہے تُمہیں یہاں کُچھ کھانے کو نہیں مِلتا -

میرے ساتھ شہر میں چل کے رہو تو میں اچھے سے اچھا گوشت۔ دُودھ۔ پراٹھے اور شیر مال وغیرہ کِھلا کے تُمہاری حالت بدل دُوں" ✣

۳۔ بھُوکی بِلّی نے جب گوشت پراٹھے دُودھ اور شیر مال کا نام سُنا۔ تو مُنہ میں پانی بھر آیا۔ اور اُسی وقت شہری بِلی کے ساتھ چل پڑی ✣

۴۔ شہری بِلّی جس امیر کے گھر میں روز ڈاکے ڈالا کرتی تھی۔ اُس کے مالک نے بِلّیوں سے تنگ آ کر اِتّفاقاً اُسی دِن یہ حُکم دے رکھا تھا کہ ایک آدمی غُلیل لِئے بیٹھا رہے۔ اور جہاں کوئی بِلّی آئے۔ فوراً نِشانہ بنائے ✣

۵۔ جُونہی دونو بِلّیاں امیر کے کھانے کے کمرے میں گھُسنے لگیں۔ اُس نو وارد غریب بُڑھیا کی بِلّی کو غُلیل والے نے تاک کر ایسا غُلّہ مارا۔ کہ ٹانگ کی

ہڈی ٹوٹ گئی۔ اور یہ وہاں سے جان بچا کر لنگڑاتی اور یہ کہتی ہوئی بھاگ پڑی کہ "خدا اگر اِس وقت غلیل والے سے بچا دے۔ تو پھر مَیں عُمر بھر شہر کا نام بھی نہ لُونگی۔ وِیران جھونپڑے کے سُوکھے ٹکڑے اِس شیر مال سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ جس میں جان کا خطرہ بھی ساتھ لگا ہے۔"

سوالات

۱۔ شہری بلّی نے بُڑھیا کی بلّی سے کیا کہا؟

۲۔ اجنبی بلّی کے ساتھ کیا ہُوا؟

۳۔ تھوڑی چیز پر عزّت کے ساتھ صبر بہتر ہے۔ یا جان کے خطرے کے ساتھ مال دار بننا؟

۴۔ پیرا نمبر ۳ زبانی لکھایا جائے۔

سُم دار جانور (۱)

ٹھوس ذلیل فراشت

دُشوار گُزار ایال گوشت خور

۱۔ سُم دار جانوروں کی اُنگلیوں پر موٹے موٹے ناخن یعنی سُم ہوتے ہیں ۔ جس کے سبب وُہ گھِسنے سے بچے رہتے ہیں۔ اُن کی چار قِسمیں ہیں ۔ ٹھوس سُم والے جانور ۔ جُگالی کرنے والے جانور ۔ ہر چیز کھانے والے جانور ۔ گینڈا ÷

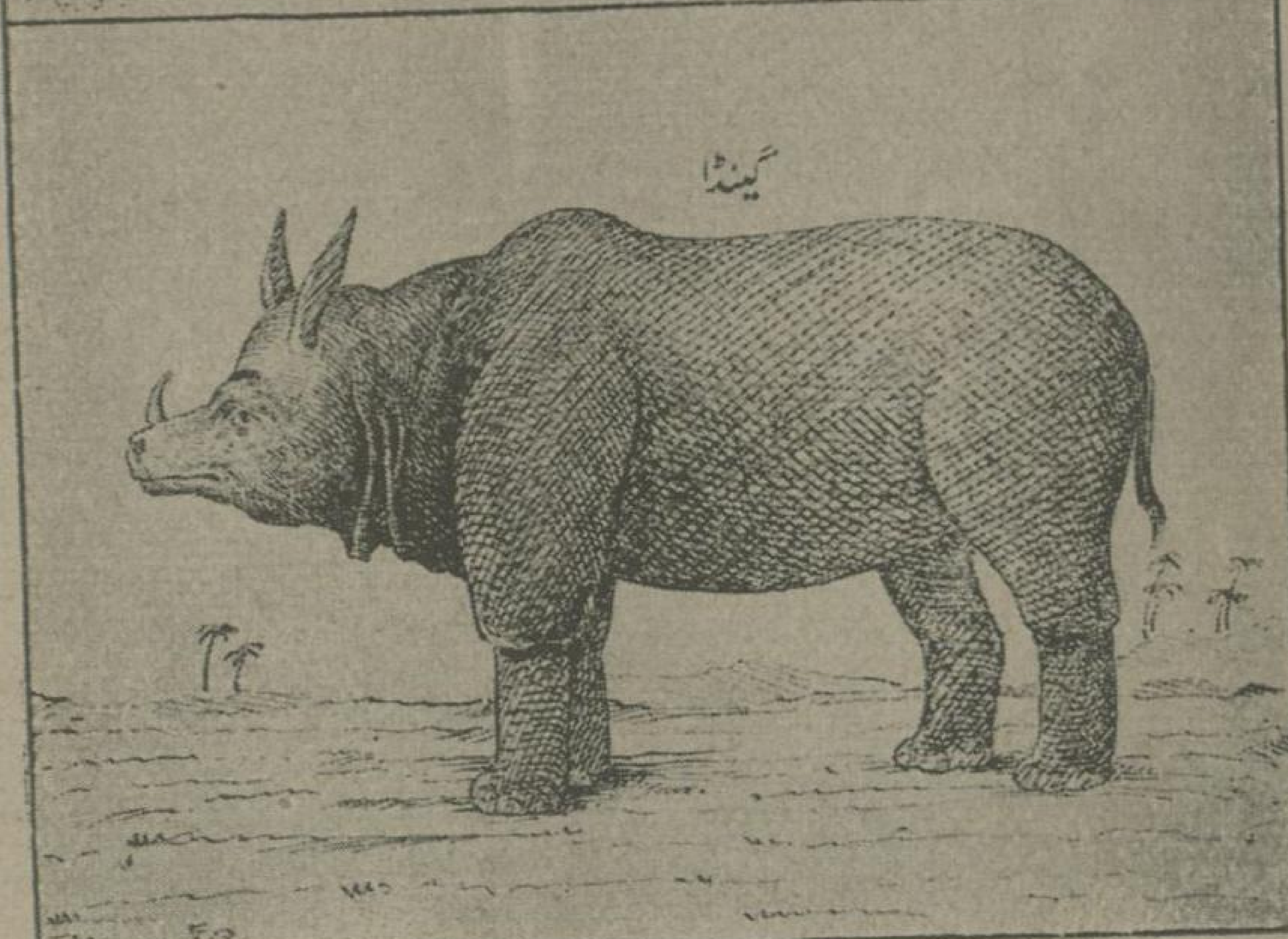
۲۔ ٹھوس سُم والے جانور ۔ ان کے ہر پاؤں میں ایک ہی موٹا سُم ہوتا ہے ۔ اس قِسم میں گھوڑا ۔ گدھا ۔ خچر ۔ زیبرا شامِل ہیں ۔ گھوڑے کا حال پہلی

کتاب میں بیان ہو چکا ہے ؛

۳ - گدھا - اگرچہ بیوقوفی میں مشہور ہے - لیکن غور کرو - تو بڑا صبر والا جانور ہے - مالک کو پہچانتا اور جس راستے سے ایک دفعہ بھی نکل جائے اُسے خوب یاد رکھتا ہے - دشوار گزار پہاڑی راستوں میں اس کا قدم خوب جم کر پڑتا ہے - ریگستانی علاقوں میں بھی بڑا کام دیتا ہے - بعض ملکوں میں گھوڑے کی طرح سواری کے کام آتا ہے - مگر ہمارے مُلک میں ذلیل سمجھا جاتا ہے - چارا کم دینے اور ڈنڈے مار کر کام زیادہ لینے سے ڈھیٹ ہو جاتا ہے ؛

۴ - خچّر - گدھے اور گھوڑے کی طرح نہایت مضبوط اور کار آمد جانور ہے - سواری اور بار برداری میں بے تکلّف کام دیتا ہے - فوج میں گاڑیاں کھینچتا ہے - پہاڑ اور ریگستان میں گھوڑے تھک کر ہار


زیبرا


گینڈا

جاتے ہیں - مگر خچّر نہیں ہارتا - اور بے تکان چلا جاتا ہے +

۵- زیبرا - قد میں گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا ہوتا ہے - جسم پر سیاہ و سفید دھاریاں - سر چھوٹا - ٹانگیں پتلی - سُم چھوٹے اور سخت - دُم گدھے کی طرح مگر سرے پر بالوں کا گچھّا - ایال چھوٹی - ہرن کی طرح تیز رفتار - آنکھوں سے فراست ٹپکتی ہے - نہایت خوبصورت اور بانکا معلوم ہوتا ہے - یہ جنگلی جانور عام طور پر افریقہ میں پایا جاتا ہے +

۶- گینڈا - نہایت بھدّا اور بد شکل جانور ہے کان اور منہ بھینسے کی طرح - گردن شیر کی سی لمبی - پچھلا دھڑ ہاتھی کی مانند - ٹانگیں موٹی اور چھوٹی - لیکن دَوڑنے میں گھوڑے سے کم نہیں دَوڑتا - ماتھے پر ٹھوس اور نہایت مضبوط ایک دو

فُٹ لمبا سینگ ۔ جس سے درختوں کی جڑیں کھود کر کھا جاتا ہے ۔ کھال اِتنی سخت کہ لوگ اُس سے ڈھالیں وغیرہ بناتے ہیں ۔ اگر اِس پر حملہ کیا جائے تو یہ بھی سینگ ہی سے جواب دیتا اور چیر پھاڑ کے رکھ دیتا ہے ۔ بڑا شہ زور جانور ہے ۔ دَوڑنے میں جنگل کے درخت اور جھاڑ جھنکار روندتا ہُوا چلا جاتا ہے ۔ چُونکہ گوشت خُور نہیں اِس لئے آدمی کو نہیں ستاتا ؁

سوالات

۱۔ ٹھوس سُم والے جانوروں کی کِتنی قِسمیں ہیں ؟

۲ ۔ گینڈا کیسا جانور ہے ؟

۳ ۔ زیبرا کیسا جانور ہے ۔ اور کہاں پایا جاتا ہے ؟

لُومڑی بنو یا شیر

اپاہج روزی دبوچنا

فیصلہ عِبادت دستِ نگر

۱- کِسی شخص نے جنگل میں ایک اپاہج لُومڑی کو دیکھا - تو خیال آیا - کہ بھلا خُدا اِس بیچاری کو کِس طرح روزی دیتا ہوگا ؟ اِتنے میں ایک شیر کِسی بد قِسمت ہرن کو مُنہ میں دبوچے آ نِکلا اور لُومڑی کے قریب پُہنچ کر اُس نے تو ہرن کا خُون پی کر تھوڑا سا گوشت کھا لیا اور باقی وہیں چھوڑ کر چھلانگیں مارتا ہُوا آگے نِکل گیا ٭

۲- شیر کے چلے جانے پر لُومڑی

لنگڑاتی اور گھسٹتی ہوئی آگے بڑھی۔
اور شیر کے جوٹھے (ہرن کے گوشت) سے
خوب پیٹ بھر کر مزے سے بھٹ میں
جا سوئی ؎

۳۔ یہ حال دیکھ کر دیکھنے والے نے
فیصلہ کیا۔ کہ رزق صرف خدا کے ہاتھ
میں ہے۔ انسان اگر کوشش اور محنت
نہ بھی کرے تو ہر حالت میں خدا سب
کو رزق پہنچا دیتا ہے۔ یہ خیال کر کے
اُس نے سب کام کاج چھوڑ دیا۔ اور
ایک گوشے میں خدا کی عبادت کے لئے
جا بیٹھا ؎

۴۔ یہ شخص تین دن گوشۂ عبادت میں
بیٹھا رہا۔ مگر نہ تو کچھ کھانے کو آیا۔ نہ
کسی نے دودھ یا پانی کا پیالہ تک پہنچایا۔
یہ بیچارہ بھوک سے بے حال ہو رہا
تھا۔ کہ کسی طرف سے کان میں آواز آئی۔

او بے ہمت آدمی! خُدا نے تجھے اِنسان بنایا ہے شیر کی طرح ہمّت کر کے خُود بھی کھا - اور دُوسروں کو بھی کِھلا - اپاہج لُومڑی کی طرح دُوسروں کا دستِ نِگر نہ بن - کہ تُجھے اپاہج پیدا نہیں کیا گیا +

سوالات

۱- اپاہج لُومڑی کو کِس طرح خُوراک مِلی؟
۲- دیکھنے والے نے کیا کِیا؟ اور نتیجہ کیا نِکلا؟
۳- کیا بِلا وجہ دُوسروں کی اِمداد پر پڑے رہنا اچھا ہے؟
۴- پیرا نمبر ۴ زبانی لِکھایا جائے +

مٹی کا دِیا

جھٹ پٹے   رہ گیر   رہنما

۱۔ جھٹ پٹے کے وقت گھر سے ایک مٹی کا دِیا
ایک بڑھیا نے سرِ راہ لا کے روشن کر دِیا

۲۔ تا کہ رہ گیر اور پردیسی کہیں ٹھوکر نہ کھائیں
راہ سے آساں گزر جائے ہر اِک چھوٹا بڑا

۳۔ یہ دِیا بہتر ہے اُن جھاڑوں سے اور اُس لمپ سے
روشنی محلوں کے اندر رہتی ہے جن کی سدا

۴۔ گر نکل کر اِک ذرا محلوں سے باہر دیکھئے
ہے اندھیرا گھپ در و دیوار پر چھایا ہُوا

۵۔ سُرخ رُو دُنیا میں بس وہ رہنما مینار ہیں
روشنی سے جن کی ملّاحوں کے بیڑے پار ہیں

(حالی)

سوالات

۱۔ جھٹ پٹا کسے کہتے ہیں؟

۲۔ شعر نمبر ۵ کا مطلب بیان کرو؟

پنکھا قُلی سے مُدرّس

اِنسپکٹر مدارِس - پہاڑیہ - مِنّت سماجت
نظر - ہر دِلعزیزی - مُعلّم - دریغ

۱- تھوڑا عرصہ ہُؤا - اِنسپکٹرِ مدارِس جموّں کے دفتر میں ایک پہاڑیہ گرمیوں کے موسم میں پنکھا کھینچنے پر چار روپئے مہینہ کا نوکر ہوگیا تھا - جس نے چند ہی دِنوں میں دفتر کے بابوؤں اور چپڑاسیوں کو مِنّت سماجت اور خدمت سے اِتنا مہربان کر لیا - کہ سب اُس کو مُحبّت اور رحم کی نظر سے دیکھنے لگے ؁

۲- پہاڑیے کو پنکھا کھینچتے مہینہ بھی نہ گزرا تھا کہ اُس نے ایک اُردو کا قاعِدہ لے کر دفتر کے بابوؤں سے پڑھنا شروع

کر دیا - ہاتھ سے پنکھا کھینچے جاتا - اور آنکھ حرفوں پر لگی رہتی - اِسی شوق میں اُس نے تین چار مہینے کے اندر معمولی لکھنا پڑھنا سیکھ لیا ؛

۳ - سردیوں میں پنکھے کا کام ختم ہو چکا تو پہاڑیے کی ہر دلعزیزی نے اُسے چپراسیوں میں جگہ دلوادی - اور آخر کار سال ڈیڑھ سال کی محنت سے اُس نے پرائمری کا اِمتحان دے دیا اور پاس بھی ہو گیا ؛

۴ - پرائمری پاس کرنے کے بعد وہی غریب پنکھا کھینچنے والا پہاڑیہ ایک دیہاتی مدرسے کا معلّم مقرّر ہوا - جہاں اُس نے گاؤں کے بچّوں کو محنت سے پڑھانے کے ساتھ اپنا مطالعہ بھی برابر جاری رکھا - اور مدرسہ کو ترقّی دے کر چند ہی ماہ میں پوری پانچ جماعتوں کا سکول بنوا لیا - جہاں وہ بیس روپے مہینے کا اوّل مدرّس بنا ہوا ہے ؛

۵ - شوق اور محنت ایسی چیزیں ہیں - کہ جو شخص بھی کرے - اُس کی کامیابی میں شُبہ نہیں ہو سکتا - ہزاروں آدمی دفتروں میں آئے سال پنکھا کھینچنے کی نوکری کرتے اور موسم گزار کے چلے جاتے ہیں - مگر غریب پہاڑیئے نے وُہ مثال قائم کر دی - کہ تعلیم کے افسر خُوشی سے اُس کا ذِکر کرتے ہیں - اور مُناسِب اِمداد سے بھی دریغ نہیں فرماتے ÷

سوالات

۱ - پہاڑیا کِس دفتر اور کِس اسامی پر مُلازِم ہُوا؟

۲ - دفتر والے اُس سے کیوں خُوش تھے؟

۳ - اُس نے عِلم کیسے حاصِل کیا - اور کیا فائدہ اُٹھایا؟

۴ - پیرا نمبر ۴ زبانی لکھایا جائے ÷

جگالی کرنے والے سُم دار جانور (۲)

چرندے　　مویشی　　پوستین

شعر　　وحشی　　شاخ　　مُشک

۱- جو جانور گھاس پات چر کے اپنا پیٹ بھرتے ہیں - اُنہیں چرندے کہتے ہیں - اِن میں سے وُہ جانور جو اِنسان کے ساتھ رہتے اَور کام دیتے ہیں - اُنہیں مویشی کہا جاتا ہے - مثلاً گائے - بیل - بھینس - بکری جن کا حال تُم دُوسری کتاب میں پڑھ چکے ہو۔

۲- بھیڑ - پالتو بھیڑ غریب اَور بھولی بھالی معلوم ہوتی ہے - لیکن پہاڑوں پر اِدھر اُدھر اُچھلتی کُودتی دیکھو - تو کہو کہ بڑی شوخ ہے - اکثر لوگ اِس کا گوشت کھاتے دُودھ پیتے اَور پنیر بناتے ہیں - کھال

کی پوستین پہنتے۔ اور اون سے گرم کپڑے تیار کرتے ہیں۔ گرم علاقوں کی بھیڑ کی اون موٹی اور سرد علاقوں کی بھیڑ کی اون ملائم اور عمدہ ہوتی ہے ÷

۳ - **ہرن** - جنگلی جانوروں میں یہ خوبصورت اور تیز رفتار چرندہ ہے - اس کے سینگ خوشنما ہوتے ہیں - آنکھیں نہایت خوبصورت اور بڑی بڑی - اسی لئے شعروں میں اکثر ان کی تعریف کی جاتی ہے - بہت سی قومیں اس کا گوشت کھاتی ہیں اور بڑے بڑے درندے بھی اس کا شکار کرتے ہیں - ہرن اگرچہ وحشی جانور ہے - لیکن ہلانے سے ہل جاتا ہے ÷

۴ - **بارہ سنگا** - یہ جانور ہرن سے بہت ملتا جلتا ہے - اس کے سینگ نہایت شاندار ہوتے ہیں - ان میں ہر سال نئی شاخیں نکلتی ہیں ÷

۵ - کستورا بھی اسی قسم کا جانور ہے - اس کے سینگوں میں بھی ہر سال نئی شاخیں نکلتی رہتی ہیں - یہ میدانی ملک میں نہیں ہوتا - البتہ کوہ ہمالیہ سے پرے پایا جاتا ہے اس کے پیٹ سے مشک نافہ یعنی کستوری نکلتی ہے - جو بہت خوشبودار اور قیمتی چیز ہے - اور اسی لئے لوگ اس کا شکار کرتے ہیں +

۶ - ہر چیز کھانے والے جانور - اس قسم میں دریائی گھوڑا وغیرہ جانور ہیں - دریائی گھوڑا عام طور پر افریقہ میں ہوتا ہے - اونچائی پانچ فیٹ اور لمبائی پندرہ فیٹ - بہت بھدا جانور ہے +

سوالات

۱ - جگالی کرنے والے جانوروں کا حال بیان کرو ؟

۲ - ہر چیز کھانے والے جانوروں کا حال بیان کرو ؟

۳ - پیرا نمبر ۵ بطور املا لکھایا جائے +

بندر کا پیالہ

بے غرض	ضائع	کراہنا
بے کل	داشتان	برباد

ا - ایک دفعہ جزیرۂ لنکا کے کسی جنگل میں دو انگریز سفر کر رہے تھے - چلتے چلتے کسی جگہ اُنہیں کراہنے کی آواز سُنائی دی - تو دونو دوست ٹھیر گئے - اِدھر اُدھر دیکھنے پر معلوم ہوا - کہ ایک چھوٹے سے بندر کو کسی بڑے درخت سے گِر کر چوٹ لگ گئی ہے - اور وہ درد کے مارے چیخ رہا ہے - اِس پر ایک صاحب نے اُس کی کلائی پر پٹی باندھ دی - اور اِس خیال سے کہ کوئی دُوسرا جانور اِسے کمزور سمجھ کے مار نہ ڈالے - اُس نے چلتے ہوئے اپنے کندھے پر اُٹھا لیا ۔

۲ بندر دو دِن میں اچّھا ہو گیا اور اب اُن کے ساتھ ساتھ چلنے لگا - تیسرے دِن اِن انگریزوں کا ایک ایسے جنگل میں گزر ہُوا جہاں دُور دُور تک پانی کا نام و نشان نہ تھا - اور یہ دونو پیاس سے بے کل ہو رہے تھے - جب کہیں بھی پانی نہ مِلا - تو لاچار غریب موت کے اِنتظار میں بیٹھ گئے +

۳ - بندر نے یہ حالت دیکھی - تو تھوڑی دیر گھوم گھام کر اپنے پٹّی باندھنے اور اُٹھا کر لانے والے کو اِشارے سے ایک درخت کے پاس لے گیا - اِس درخت میں گول گول پیالوں کی طرح کوئی پھل لگا ہُوا تھا - بندر نے صاحب سے اِس کے توڑنے کا اِشارہ کیا - چُنانچِہ صاحب نے جب اُسے ایک ہلکی سی ضرب سے توڑا - تو اُس میں سے مزے کا شیریں اور ٹھنڈا عرق بہنے لگا - جِسے پی کر دونو کی جان میں جان

آگئیُ - اُنھوں نے جب اپنے دوستوں کو یہ داستان سُنائی - تو سب نے اِس پھل کا نام "بندر کا پیالہ" رکھ دِیا *

۴ - پیارے بچّو! دیکھنا اِحسان کیسی چیز ہے - کہ اِسے حیوان تک بھی مانتے ہیں - اَور بے غرض نیکی کبھی ضائع نہیں جاتی ؎

اِس بات کو دوستو رکھو یاد
نیکی کبھی جائیگی نہ برباد

سوالات

۱ - مُسافروں نے بندر کے ساتھ کیا سلُوک کیا ؟
۲ - بندر نے اِحسان کے بدلے مسافروں کو کیا فائدہ پہنچایا ؟
۳ - اِحسان کیسی چیز ہے ؟
۴ - پیرا نمبر ۴ زبانی لکھایا جائے *

ستارے

سقفِ ایوان — لعل و گہر — ذوق

تدبیر — بہم — کششِ باہمی — خلل

۱- یہ ستارے جو ہیں آتے جاتے ہوئے
چمکتے ہوئے جگمگاتے ہوئے

۲- نظر آ رہے ہیں عجب شان سے
ہیں لٹکے ہوئے سقفِ ایوان سے

۳- چراغ ایسے روشن جو بن تیل ہیں
خدا ہی کی قدرت کے یہ کھیل ہیں

۴- یہ لعل و گہر ہیں جو بکھرے ہوئے
زمیں سے بھی ہیں ان میں اکثر بڑے

۵- نظر میں جو اتنے سے آتے ہیں یہ
بہت دور چکر لگاتے ہیں یہ

۶- پڑے اپنے چکّر میں ہیں گھومتے
سبھی ذوقِ قُدرت میں ہیں جھومتے
۷- یہ قائم ہیں قُدرت کی تدبیر سے
بندھے ہیں بہم سارے زنجیر سے
۸- وُہ زنجیر کیا ہے؟ کشش باہمی
نہ اِس میں خلل ہو نہ بیشی کمی
۹- خُدا نے عجب باندھی ہے باگ ڈور
تُلا سب کا رہتا ہے آپس میں زور
۱۰- یہ سب لگ رہے ہیں اسی لاگ پر
لگاتے ہیں چکّر اِسی باگ پر
۱۱- نشہ میں اِطاعت کے سب چور ہیں
کہ قانُونِ قُدرت سے مجبُور ہیں
(اسمٰعیل)

سوالات

۱- شعر نمبر ۲ کے کیا معنی ہیں؟
۲- قُدرت کے کھیل کا کیا مطلب ہے؟
۳- شعر نمبر ۱۱ کا مطلب بیان کرو؟

چور کی ڈاڑھی میں تنکا

تقریب دعوت دُلہن
کلام پڑھنا خانہ تلاشی ضربُ المثل

۱- ایک قاضی کے پاس کسی شخص نے آکے فریاد کی - کہ "آج رات میرے یہاں شادی کی تقریب سے دعوت تھی - جب دُلہن کو زیور پہنانے کا وقت آیا - تو زیورات کا ڈبہ بالکُل خالی نظر آیا - حیرانی ہے - کہ زیور کو زمین کھا گئی یا آسمان" +

۲- قاضی نے کہا - "تمہیں جن لوگوں پر شُبہ ہو - اُن کے نام بتاؤ -" اُس شخص نے چار پانچ آدمیوں کے نام بتا دیئے - جنہیں قاضی نے اُسی وقت بُلا بھیجا +

۳- جب پانچوں آدمی آ گئے - تو قاضی نے

الگ الگ پوچھنے کی کوشش کی - مگر کسی نے اقرار نہ کیا - ہر ایک یہی کہتا رہا - کہ "مجھے کچھ خبر نہیں" ✣

۴ - دانا قاضی نے سب کے جواب سن کر دل میں ایک تدبیر سوچی - اور کہا - "چونکہ تم میں سے کسی نے اقرار نہیں کیا - اس لئے اب میں ایک ایسا کلام پڑھتا ہوں - کہ اس کے اثر سے تم میں سے جو شخص بھی چور ہوگا - اس کی ڈاڑھی میں خود بخود ایک تنکا نکل آئیگا" ✣

۵ - یہ کہہ کر قاضی نے آہستہ آہستہ اس طرح ہونٹ ہلانے شروع کئے - جیسے سچ مچ کچھ منہ میں پڑھ رہا ہے - اور ساتھ ہی ہر ایک کے چہرے کی طرف اس طرح گھورتا بھی رہا - جیسے ابھی چور کی ڈاڑھی میں سے تنکا نکلنے ہی والا ہے - اسی حالت میں اس نے ایک شخص کو بار بار اپنی ڈاڑھی

پر ہاتھ پھیرتے اور بالوں کو ٹٹولتے ہوئے دیکھ لیا۔ جس پر اسے یقین آ گیا۔ کہ یہی شخص چور ہے +

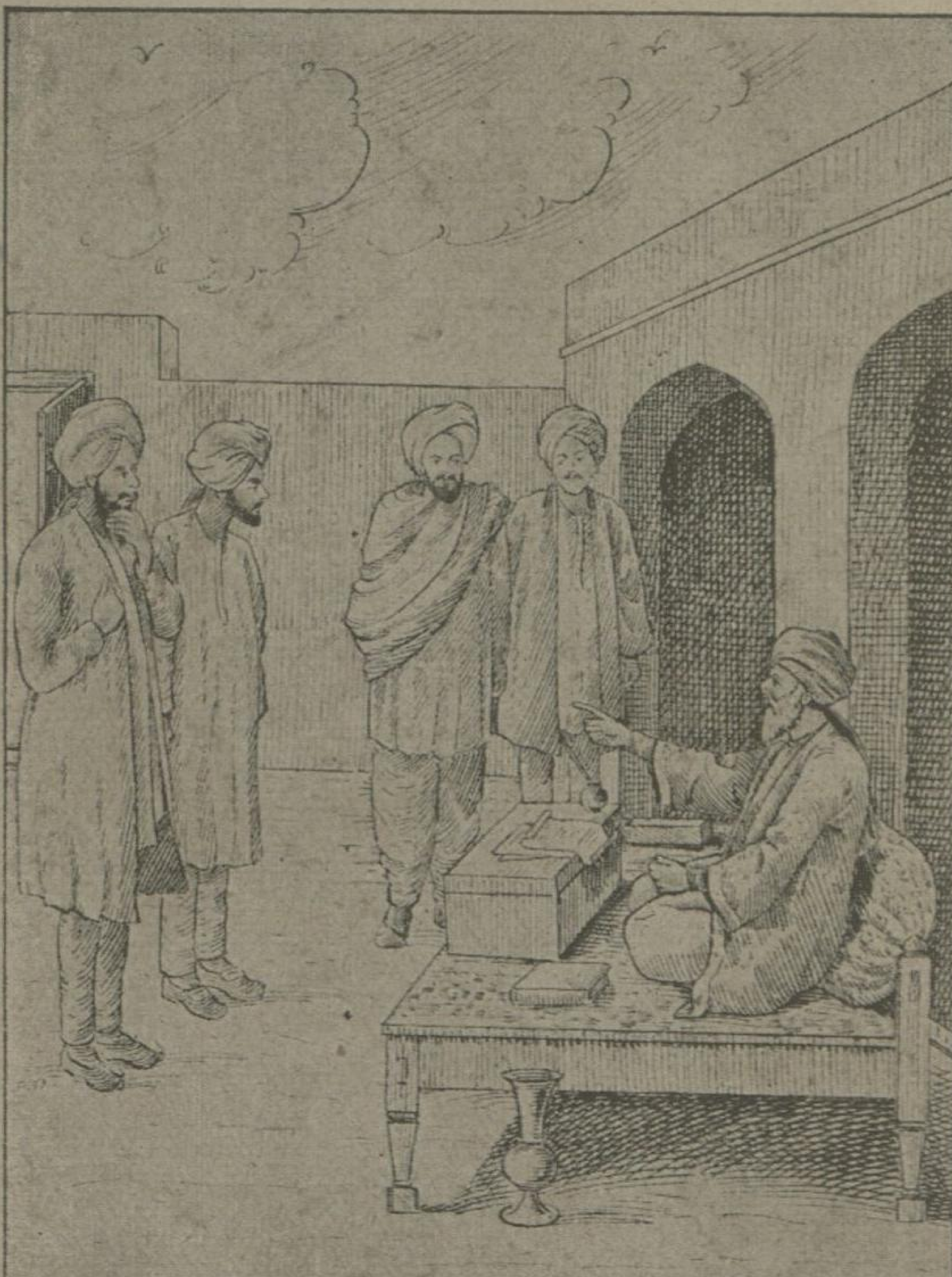
۶۔ اب قاضی نے کوتوال کو حکم دیا۔ کہ اس شخص کو گرفتار کرکے اسی وقت اس کی خانہ تلاشی لی جائے۔ چنانچہ قاضی کا خیال صحیح نکلا۔ اور اسی کے گھر سے سارے کا سارا زیور برآمد ہوگیا۔ مال فریادی کو مل گیا۔ اور چور قید خانے میں بھیج دیا گیا۔ جبھی سے "چور کی داڑھی میں تنکا" کا فقرہ بطور ضرب المثل مشہور ہو گیا ہے +

سوالات

۱۔ قاضی نے مشتبہ لوگوں سے کیا کہا؟

۲۔ چور نے اپنی داڑھی پر کیوں ہاتھ پھیرا؟

۳۔ قاضی کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ چور فلاں شخص ہے؟



قاضی صاحب چور کی ڈاڑھی میں تنکا دکھاتے ہیں +

پرِندے

عُقاب   زبردست   دِلکش

درخت نِشین   منحُوس   خُوش رنگ

۱- چونچ اور پنجوں کے لحاظ سے پرِندوں کی سات قِسمیں ہیں۔ شکاری۔ درخت نِشین۔ چڑھنے والے۔ کُریدنے والے۔ تیرنے والے۔ پانی میں چلنے والے۔ دَوڑنے والے۔ اور یہ سب کے سب انڈے دیتے ہیں +

۲- شِکاری پرِندے۔ اِن کی چونچ ٹیڑھی۔ تیز اور بُہت مضبُوط ہوتی ہے۔ پنجے میں تین اُنگلیاں آگے۔ ایک پیچھے۔ اِن میں لمبے لمبے نہایت تیز اور مضبُوط

ناخن مڑے ہوئے ہوتے ہیں - یہی تیز
ناخن شکار کے بدن میں گھس جاتے ہیں
اور یہ چونچ سے اُن کا گوشت نوچ نوچ
کر کھا لیتے ہیں - اِن پرندوں میں گدھ
تو عام طور پر مُردار خوار پرندہ ہے -
لیکن چیل بھی چھوٹے چھوٹے جانور
چُوہے اور مُرغی کے بچّے اُٹھا لے جاتی
اور اِسی طرح کھا جاتی ہے +

۳ - عُقاب - شکاری پرندوں میں
عُقاب سب سے زبردست پرندہ ہے -
شکاری اِسے پرندوں کا بادشاہ کہتے ہیں
بازو اِتنے بڑے کہ اپنے سے بھاری جانور
کو اُڑا لے جاتا ہے - بھیڑ کا بچّہ اور
خرگوش تو کیا شئے ہیں - موقع مِلے - تو
آدمی کے بچّے کو بھی نہیں چھوڑتا +

۴ - جُرّہ اور باز نر مادہ ہیں - جُرّہ نر
اور باز اُس کی مادہ ہے - جُرّہ کی نسبت

باز زیادہ زبردست ہوتا ہے لوگ اسے تیتر بٹیر - مُرغابی وغیرہ کے شکار کے لئے سدھا لیتے ہیں - اچھا سُدھا ہُوا ہو تو خرگوش کا شکار بھی کر لیتا ہے - شکرا۔ باشہ - بہری - شاہین اور لگڑ بھی اسی قسم کے پرندے ہیں - مگر باز سے چھوٹے ہوتے ہیں - شکاری اِنہیں بھی چھوٹے موٹے پرندوں کے شکار کے لئے سُدھا لیتے ہیں +

۵ - اُلّو - یہ بھی شکاری پرندہ ہے مگر عجیب شکل و صورت کا جانور ہے - دن میں تو اسے نظر نہیں آتا - رات کو شکار کی تلاش میں نکلتا ہے - چُونکہ اس کی آواز ڈراؤنی ہے اور صُورت بھی دلکش نہیں اور اُجاڑ بیابانوں میں رہتا ہے - اِس لئے لوگ اِسے منحُوس سمجھتے ہیں +

۶ - درخت نشین پرندے - اِن کے پنجے میں بھی تین اُنگلیاں آگے اور ایک

پیچھے کو ہوتی ہے - خدا نے اِن کی اُنگلیاں اِتنی لمبی اور پتلی بنائی ہیں - کہ اِنہی سے درخت کی ٹہنی کو اچھی طرح پکڑ کر بیٹھ سکتے ہیں - ہندوستان میں اِس قسم کے پرندوں کی بہت کثرت ہے - بعض کی آواز اور بعض کا رنگ روپ نہایت دلکش ہوتا ہے - مادہ کی نسبت نر قدآور اور خوش رنگ دیکھا جاتا ہے ؎

سوالات

۱- پرندوں کی کتنی قسمیں ہیں ؟ اور شکاری پرندوں کے نام بتاؤ ؟

۲- درخت نشین پرندے کیسے ہوتے ہیں - اور اِن کی کتنی قسمیں ہیں ؟

۳- پیرا نمبر ۴ بطورِ اِملا لکھایا جائے ؎

سچّا ارادہ

مکّہ مدینہ عہد روضہ
بساط خانہ کُتب فروشی

۱- بمبئی کے ایک بہت بڑے سوداگر جو اِس وقت لاکھوں روپوں کے مالِک اور سینکڑوں نوکروں کے آقا ہیں۔ پہلے بہت ہی غرِیب تھے۔ اُسی غرِیبی میں حج اور زِیارت کے لِئے مکّے اور مدینے چلے گئے۔ چُونکہ خرچ پاس نہ تھا۔ بہت دیر وہیں پڑے رہے ⁂

۲- اِس عرصہ میں گُزارے کی یہ صُورت تھی۔ کہ دِن بھر بیچارے مدینہ کی گلیوں میں پھرا کرتے۔ کوئی اللہ کا بندہ خُدا واسطے کُچھ دے دیتا۔ تو لے لیتے۔ ورنہ فاقے

سے پڑ کے سو رہتے +

۳ - وہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے - تو دوا اور غذا دونو سے جواب تھا - پس اُنھوں نے دل میں عہد کیا - کہ "چاہے کچھ ہو جائے - اب مَیں بھیک نہ مانگوں گا" یہ سوچ کر صُبح کے وقت پیغمبرِ اسلام کے روضہ پر دُعا مانگ رہے تھے - کہ کسی نے ایک چوَنّی اِن کے ہاتھ پر رکھ دی +

۴ - اُنھوں نے اِس چوّنی میں سے تین آنے کی دِیا سلائیاں خرید لیں - اور اُنھی کو دِن بھر بیچتے پھرے - نتیجہ یہ نکلا - کہ شام کو تین آنے کی جگہ اُن کے پاس چھ آنے ہو گئے - اور اُنھوں نے چند دِن میں اِسی بیوپار سے کچھ تھوڑی سی پُونجی بنا کے بساط خانہ کی پھیری شروع کر دی اور پھر رفتہ رفتہ ایک کُتب فروشی کی دُکان کھول لی +

۵ - اِس میں ترقّی ہُوئی - تو اُنھوں نے ایک شاخ بمبئی میں قائم کر دی اور پھر اِس کی کئی شاخیں مکّہ - مدینہ - مِرزا پُور وغیرہ میں کھول دیں - اب یہ خُدا کے فضل سے سیٹھ کہلاتے ہیں - آمدنی بہت ہے جس سے یہ دین اور دُنیا دونو حاصِل کر رہے ہیں +

سوالات

۱ - ایک غریب بھک منگا کس طرح امیر ہو گیا؟

۲ - کام کرنے میں کتنی برکت ہے؟

۳ - کیا کوئی اور شخص بھی سیٹھ صاحب کی طرح ترقّی کر سکتا ہے؟

ٹورنے منٹ

ٹورنے منٹ کرکٹ فٹ بال

طُمطراق شیلڈ تمغہ

۱- بڑے دِنوں کی چُھٹّیوں میں تُم نے اکثر ٹورنے منٹ کی تیّاریاں دیکھی ہونگی۔ جس میں ہر ضِلع کے بڑے بڑے سکولوں کے کِھلاڑی طالبِ علم ایک جگہ جمع ہو کر کئی کئی ٹولیوں میں کرکٹ یا فُٹ بال کھیلتے ہیں ۔

۲- یہ جلسے ورزِش کا شوق دِلانے اور مردانہ کھیلوں کے کرتب دِکھانے کے لِئے بڑے کار آمد اور مُفید سمجھنے چاہئیں۔ ہاتھ پاؤں میں طاقت۔ جِسم میں چُستی اور توانائی

آتی ہے۔ سیر و سفر میں دِل تازہ ہو کر نئے نئے تجربے حاصِل ہوتے ہیں۔ حوصلہ بڑھتا اور بہادری کے ولولے پیدا ہوتے ہیں +

۳۔ ٹورنے منٹ میں جِتنی پارٹیاں (ٹولیاں) آپس میں کھیلتی ہیں۔ اُن میں ہر ایک ٹولی کا ایک کپتان ہوتا ہے۔ اور اُس ٹولی کے لڑکے اُسی کے اِشاروں پر کام کرتے ہیں +

۴۔ اِن کھیلوں میں ہر مقام کے عام شوقین بھی بڑی تعداد میں شریک ہوتے ہیں۔ جب کئی کئی دِن کھیل ہو کر ہار جِیت ہو جاتی ہے۔ تو جیتنے والی ٹولی بڑے طُمطراق سے باجے گاجے کے ساتھ جلُوس نِکالتی ہے +

۵۔ فتحمند پارٹی کو نہایت عِزّت کے ساتھ چاندی یا کِسی دُوسری شَے کی ایک

ڈھال فتحمندی کے نشان کے طور پر دی جاتی ہے - جسے "شیلڈ" کہتے ہیں - اس کے ساتھ ایک چاندی کا کپ یعنی پیالہ بھی ہوتا ہے - اور یہ دونو چیزیں جب تک یہ پارٹی فتحمند رہے - اسی کے پاس رہتی ہیں - اگر یہی پارٹی لگاتار تین سال فتح پاتی رہے - تو ان دونو چیزوں کی ہمیشہ کے لئے مالک ہو جاتی ہے - اس کے سوا اچھے اچھے کھلاڑی طلبا کو تمغے وغیرہ انعام میں دئے جاتے ہیں - کہ دوسروں کو بھی ترغیب ہو ؛

سوالات

۱- ٹورنے منٹ سے کیا کیا فائدے ہیں ؟

۲- شیلڈ کتنے سال جیتی جائے - کہ اپنی ہو جائے؟

۳- تمغہ اور انعام کسے ملتا ہے ؟

آبِ حیات

آبِ حیات حِرص آرزُو اُنڈیل دینا

۱ - سِکنْدر اعْظم کو کِسی نے کہہ دیا تھا - کِہ "جو شخص "آبِ حیات" کا ایک پیالہ پی جائے - اُسے موت نہیں آ سکتی" - یہ سُن کر سِکنْدر نے آبِ حیات کی تلاش شرُوع کی - اور آخر کار ایک لمبے اندھیرے راستے کو طے کرنے کے بعد اُس چشمہ پر جا پہنچا جس سے "آبِ حیات" نِکلتا تھا +

۲ - اِس چشمہ سے قطرہ قطرہ پانی ٹپک رہا تھا - جس سے سِکنْدر کو پیالہ بھرنے میں بہت دیر لگی - مگر جب جُوں تُوں کر کے پیالہ بھرنے کے قریب آیا - تو اُس کی نظر ایک لُنجے اپاہج اِنسان پر

جا پڑی - جس میں ہڈّیوں کے سوا کچھ باقی نہ رہ گیا تھا مگر تاحال سانس برابر چل رہا تھا ؏

۳ - سکندر نے پوچھا - "تم کون ہو - اور یہ کیا حالت ہے؟" اُس نے جواب دیا - "کبھی مَیں بھی آپ ہی کی طرح اِنسان تھا - حرص میں آ کر اِس منحوس پانی کا پیالہ پی بیٹھا ہوں - جس کے بعد بھائی - بیوی - بچّے - پوتے - پڑپوتے سب میرے سامنے مر مر گئے - اور مجھے بھی چلنے پھرنے کی قوّتوں نے جواب دے دیا - زندگی سے بیزار ہوں - مرنے کی آرزو رکھتا ہوں - مگر موت نہیں آتی" ؏

۴ - سکندر نے یہ سچّی باتیں سُن کر بھرا ہُوا پیالہ زمین پر رکھ دیا - اور کہا - "بے شک ایسی زندگی تو موت سے بھی بدتر ہے - جس میں اِنسان صرف دُکھ پر دُکھ اور رنج پر رنج اُٹھانے کے لئے جیتا

رہے - بہتر زندگی اُسی شخص کی ہے - کہ جب تک زندہ و سلامت رہے - لوگ اُسے نیکی سے یاد کریں - اور مر جائے - تو اُس کے نیک کام ہمیشہ کیلئے اُس کا نام زندہ رکھیں مجھے اسی اصلی "آبِ حیات" کی تلاش ہے اس پانی کی ہرگز آرزو نہیں - جو صرف بے بس زندگی دلائے - اور پینے والا مصیبت میں پھنس جائے" +

۵ - یہ کہہ کر سکندر نے پیالے کا پانی زمین پر اُنڈیل دیا - اور ایک قطرہ پیئے بغیر واپس چلا آیا +

سوالات

۱ - سکندر کو "آب حیات" پینے سے کس نے روکا؟

۲ - سکندر نے کس چیز کو "آب حیات" قرار دیا؟

۳ - ناکام زندگی اچھی ہے یا نیک نام موت؟

۴ - پیرا نمبر ۲ بطور املا لکھایا جائے +

درخت

پیوند	مور	اپھل
نبولی	مڈھ	شیریں

۱ - ہر ایک درخت کے تین حصے ہوتے ہیں - جڑ - تنا - شاخیں باقی پتے - پھول پھل اور بیج شاخوں ہی کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں - بعض درخت ایسے بھی ہیں کہ اُن میں پھلوں کی جگہ کانٹے لگتے ہیں - بعض ایسے ہیں - کہ اُن میں پھول نہیں آتے - اور بعضوں میں پھل نہیں لگتا - اِس کے سوا بعض پھل والے درختوں کو پیوند بھی لگاتے ہیں +

۲ - آم - اِس کا درخت اچھے پھیلاؤ کا ہوتا ہے - سایہ گھنا - شکل بھی اچھی اور پھل پر تو دُنیا لٹو ہے - کچا بھی کار آمد ہے

اور پکّا بھی - کچّے پھل کو کیری کہتے ہیں۔
لوگ اِس کی چٹنی بناتے ہیں اور بھُبھلا کے
گرمیوں میں شربت بنا کر بھی پیتے ہیں -
کیری سُکھا کر امچُور بھی بناتے ہیں جو اچار اور مُربّہ
کے کام آتا ہے - پکّا پھل تراش کر کھاتے ہیں
اور پلپلا کر بھی چُوستے ہیں - آم کے پھُول
کو مور کہتے ہیں - جو درخت ہر سال پھلتے
ہیں - وُہ بارہ ماسیا کہلاتے ہیں - مگر عام
طور پر آم ایک سال پھلتا ہے ایک سال
نہیں پھلتا ؛

۳ - نیم - ہندوستان کا مشہور درخت ہے
اِس کی چھاؤں ٹھنڈی اور گھنی ہوتی ہے
نیم کی کڑواہٹ ضربُ المثل ہے - مگر
بڑے کام کا درخت ہے - اِس کی چھال -
پتّے - پھُول - پھل اور مدّھ سبھی کار آمد
چیزیں ہیں - اِس کے پھل کو نبولی کہتے ہیں
پُرانے درخت کی ٹہنیوں سے موسم بہار میں

خود بخود رس بہ نکلتا ہے - جس کو ندھ کہتے ہیں - نیم کی لکڑی نہایت مضبوط ہوتی ہے اور اسے گھن نہیں لگتا ٭

۳ - کھجور - یہ درخت سیدھا اونچا چلا جاتا ہے - اس کا تنا تیس چالیس فٹ لمبا - اور صرف اوپر کے حصّے میں چھتری کی مانند شاخیں ہوتی ہیں - پھل بھی نہایت مزے کا اور شیریں ہوتا ہے - مگر یہ بہت عرصے کے بعد پھل دینے کے قابل ہوتا ہے - کھجور کا ایک درخت اپھّل ہوتا ہے - جسے کھجورا کہتے ہیں - یہ درخت جب تک پھل دینے والے درختوں کے بیچ میں نہ ہو اور ان کے پھول اس پر نہ ڈالے جائیں وہ پھل نہیں دیتا ٭

سوالات

۱ - درخت کے کتنے حصّے ہوتے ہیں ؟
۲ - نیم کی کیا کیا چیزیں فائدہ مند ہیں ؟
۳ - کھجور کیسا درخت ہے ؟
۴ - پیرا نمبر ۳ بطور املا لکھایا جائے ٭

قرض کا ادا کرنا

باڑ رُعب سپہ سالار نافرمانی

۱- ولایت میں کھیتی باڑی کے لئے زمینیں عموماً کم ہوتی ہیں - اِس لئے وہاں کے زمیندار کلوں کے ذریعے تھوڑی سی زمینوں سے ہی کافی پیداوار کر لیتے ہیں - اَور اِسی لئے اُن کی حفاظت بھی بہت کرتے ہیں - اکثر کھیتوں کے گرد کانٹوں یا تار کی باڑ لگا کر اندر آنے کے لئے ایک پھاٹک بنا دیتے ہیں - جو رات کو بند کر دیا جاتا ہے +

۲ - ایک زمیندار نے عادت کے مطابق اپنے ایک چھوٹے کاشتکار "ٹام" سے کہا - "جاؤ اب پھاٹک بند کر کے وہیں سو رہو -

اور صبح تک چاہے کوئی آئے۔ ہرگز نہ کھولو۔"
چنانچہ اُس نے جاتے ہی پھاٹک بند کر دیا۔
۳- پھاٹک بند ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔ کہ چند شکاری سپاہی بھی گھوڑوں پر سوار اسی طرف آ نکلے۔ چونکہ اُس وقت اندھیرا ہونے والا تھا۔ اور کھیت میں سے ہو کر نکل جانے میں بہت سا پھیر بچ سکتا تھا۔ اس لئے سواروں نے لڑکے سے کہا۔ "لڑکے! دروازہ کھول دو۔ تو ہم کھیت میں سے گزر جائیں۔" مگر لڑکے نے جواب دیا "جناب! مجھے پھاٹک کھولنے کا حکم نہیں"۔
۴- اس پر ایک بارُعب سوار نے آگے بڑھ کر کہا۔ "لڑکے! تو نہیں جانتا۔ کہ میں ڈیوک اوف ولنگٹن، سپہ سالار ہوں۔ اور حکم دیتا ہوں۔ کہ فوراً دروازہ کھول دو۔" مگر لڑکے نے یہ رُعب دار آواز سن

کر بھی بغیر کسی گھبراہٹ کے یہی جواب دیا - "جناب مَیں یقین نہیں کرتا کہ ڈیوک اوف ولنگٹن، جیسا عالیشان افسر مجھے اپنے مالک کی نافرمانی کا حکم دیگا"۔

۵ - ڈیوک یہ جواب سن کر رنجیدہ ہونے کی جگہ خوش ہوگیا - لڑکے کو کچھ انعام دیا اور دوسرے روز بلا کر یہ کہتے ہوئے فوج میں نوکر رکھ لیا - کہ "مجھے ایسے ہی فرماں بردار اور نڈر بہادروں کی ضرورت ہے"۔

سوالات

۱ - لڑکے نے پھاٹک کیوں نہ کھولا ؟

۲ - سوار نے لڑکے سے کیا کہا ؟

۳ - لڑکے نے دوبارہ کیا جواب دیا ؟ اور نتیجہ کیا نکلا ؟

رات

ہاٹ　　سرِشام　　غالِب

طالِب　　فَراغ　　تردّد

۱- گیا دِن ہُوئی شام آئی ہے رات
خُدا نے عجب شے بنائی ہے رات
۲- نہ ہو رات تو دِن کی پہچان کیا؟
اُٹھائے مزہ دِن کا اِنسان کیا؟
۳- لگے ہونے اب ہاٹ بازار بند
زمانے کے سب کار اور بار بند
۴- ہُوئی رات خلقت چھُٹی کام سے
خموشی سی چھائی سرِ شام سے
۵- مُسافر نے دِن بھر کیا ہے سفر
سرِ شام منزل پہ کھولی کمر

۶- درختوں کے پتّے بھی چُپ ہو گئے
ہَوا تھم گئی پیڑ بھی سو گئے
۷- اندھیرا اُجالے پہ غالِب ہُوا
ہر اِک شخص راحت کا طالِب ہُوا
۸- ہُوئے روشن آبادِیوں میں چراغ
ہُوا سب کو مِحنت سے حاصِل فراغ
۹- کِساں اَب چلا کھیت کو چھوڑ کر
کِہ گھر میں کرے چین سے شب بَسر
۱۰- تھپک کر سُلایا اِسے نیند نے
تردّد بھُلایا اِسے نیند نے
۱۱- غرِیب آدمی جو کِہ مزدُور ہیں
مشقّت سے جِن کے بدن چُور ہیں
۱۲- وہ دِن بھر کی مِحنت کے مارے ہُوئے
وہ ماندے تھکے اَور ہارے ہُوئے
۱۳- نِہایت خوشی سے گئے اپنے گھر
ہُوئے بال بچّوں کو خُوش دیکھ کر
۱۴- گئے بھول اپنے پرائے کا غم

سویرے اُٹھینگے وُہ پھر تازہ دم

۱۵- کہاں چین یہ بادشہ کو نصیب
کہ جس بے غمی سے ہیں سوتے غریب

(اسمٰعیل)

سوالات

۱- شعر نمبر ۴ کے معنی بیان کرو؟
۲- شعر نمبر ۸ کا کیا مطلب ہے؟
۳- شعر نمبر ۱۵ کے معنی بتاؤ۔

خشکی اور تری کا مالک

شورش بغاوت کامیابی
تعمیل سیلاب خودسری

۱- تاریخ میں لکھا ہے کہ جب کینیوٹ انگلستان کا بادشاہ ہوا - اور اس نے وہاں کی شورشوں اور بغاوتوں کو مٹا کر اچھی طرح حکومت قائم کر لی - تو درباریوں نے اسے "خشکی و تری کا مالک" کہنا شروع کر دیا +

۲- کینیوٹ ایک سادہ وضع کا بادشاہ تھا - اور جھوٹی تعریفوں کو بالکل پسند نہ کرتا تھا - بلکہ اسے جس قدر کامیابی ہوئی تھی - اسے صرف خدا کی مہربانی جانتا تھا - اس لئے اس نے درباریوں کو کئی بار

روکا۔ کہ ایک بے بس اِنسان کے لِئے خُشکی اَور تری کے مالِک کا خِطاب ہرگز زیبا نہیں" مگر خُوشامدی کب مانتے تھے؟

۳۔ بادشاہ نے کئی دفعہ ٹوکنے کے بعد بھی جب درباریوں کو یہی کہتے سُنا۔ تو ایک دِن حُکم دِیا کہ "میری کُرسی دریا کے کِنارے پر بِچھا دو"۔ جس کی فوراً تعمیل ہُوئی۔ اَور کینیوٹ دریا کے کِنارے کُرسی پر جا بیٹھا۔ جِس کے ساتھ درباری بھی مَوجُود تھے۔

۴۔ اَب کینیوٹ نے بُلند آواز سے دریا کو مُخاطب کر کے کہا۔" او دریا! یہ لوگ مُجھے تُمہارا بادشاہ کہتے ہیں پَس میں حُکم دیتا ہوں۔ کہ " اپنی لہروں کو اُدھر ہی رکھنا کہ میرے پاؤں نہ بھیگ جائیں"۔

۵۔ جیسا کہ اُمید تھی۔ دریا اِن باتوں کو کب سُنتا تھا۔ سیلاب بڑھتے بڑھتے

کینیوٹ کی کُرسی تک آ پُہنچا - اَور اِس کے بھی پاؤں پانی سے بھیگ گئے ٭

۶ - اِس پر بادشاہ نے مُصاحبوں کو دریا کی خُود سری دِکھا کر کہا - "تُم دیکھتے ہو - دریا میرا حُکم نہیں مانتا - پس مَیں کس طرح اِس کا مالِک بن سکتا ہُوں؟ مالِک تو وُہی خُدا ہَے - جو زمین و آسمان کا والی اور ہر چیز کا پَیدا کرنے والا ہَے اَور مُجھے بھی وُہی برکت دیتا ہَے" ٭

۷ - اِس کے بعد کینیوٹ نے اپنا تاج گرجا میں لٹکوا دِیا اَور پھر عُمر بھر نہ پہنا - کہ "یہ برکت کا نشان میرے سر کی جگہ گرجا میں ہی بھلا معلُوم ہوتا ہَے" ٭

سوالات

۱ - درباری کینیوٹ کو کیا خِطاب دیتے تھے؟

۲ - کینیوٹ کیوں یہ خِطاب نہ لینا تھا؟

۳ - کینیوٹ نے کیسے ثابت کیا - کہ یہ خطاب غلط ہَے؟

ٹیلیفون

(دُور سے بات چیت کرنے کا آلہ)

مَنڈھ کر بے تکلّف سِلسِلہ

مَقامات نُسخہ پیشی

۱۔ ہندوستان کے لوگ اِس سے پہلے اِتنا تو جانتے تھے کہ دو سوراخ دار لکڑی کے خولوں میں اُن کے ایک ایک سِرے کو جھلّی یا کاغذ سے مَنڈھ کر اُن میں اگر باریک سا مضبوط تاگا لگا دِیا جائے اَور خالی طرف والے سِروں کو ایک شخص کان سے اَور دُوسرا مُنہ کے ساتھ لگا کر بات کرے۔ تو بے تکلّف سُنی جاتی ہے۔ مگر اِسے بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ کہ اَب اِس سِلسِلہ نے اِتنی ترقّی پائی ہے کہ لاہور سے دِہلی یا

اثرت سر میں بیٹھے بیٹھے باتیں کر لو۔ جس کی رفیس فی تین منٹ کے لئے فاصلہ کے لحاظ سے الگ الگ مقرر ہے۔ اور تین منٹ میں اس قدر باتیں ہو جاتی ہیں۔ کہ تار کے ذریعے چوگنی رفیس میں بھی شاید ہی ہوں ÷

۲- یہ آلے دُور دراز فاصلے کے مقامات پر بات چیت کرنے کے لئے تو ابھی بہت کم موجود ہیں مگر اب روز بروز زیادتی کی اُمید ہو رہی ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ سلسلہ تار کا بڑا بھائی ہو جائیگا۔ البتہ جن شہروں میں برقی کارخانے موجود ہیں اُنہیں بے حد آسانی ہے۔ مثلاً لاہور میں اس وقت تین ہزار آدمیوں نے ٹیلیفون لگوا رکھے ہیں۔ یہ لوگ اِن میں سے جس سے چاہیں۔ ٹیلیفون کا نمبر جوڑ کر بات کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر اپنے گھر سے مریض کی خبر پُوچھ کر نسخہ بتا دیتا ہے۔ وکیل

اپنے کمرے میں بیٹھے عدالت سے اپنے مقدمہ کی پیشی کا وقت دریافت کر لیتا ہے۔ سوداگر دُور بیٹھے گاہکوں سے سودا کر لیتا، اور حاکم گھر میں محکمہ سے پیشی کے کاغذات طلب کر لیتا ہے +

۳- دُور کا ٹیلیفون تو اَور بھی تماشا ہے - لاہور سے ٹیلیفون مِلا کر بمبئی یا دِہلی وغیرہ کے دو دُکاندار آپس میں سمجھوتہ کر لیتے اَور تجارتی چیزوں کا بھاؤ معلُوم کر لیتے ہیں +

سوالات

۱- ٹیلیفون سے کیا فائدے ہیں ؟

۲- لاہور میں کِتنے آدمیوں نے ٹیلیفون لگوا رکھا ہے ؟

۳- ایک شہر سے دُوسرے شہر میں ٹیلیفون کے ذریعے باتیں کرنے کے لِئے کم از کم کِتنے مِنٹ کی فِیس لی جاتی ہے ؟

۴- فِقرہ نمبر ۳ زبانی لکھایا جائے +

سچّائی کا اَثر

سعدی شیرازی ابتدائی قافلہ محافظ

۱- سعدی شیرازی جو دُنیا کے نامور آدمیوں میں سے گُزرے ہیں - یہ ابتدائی عُمر میں علم حاصل کرنے کے لئے شیراز سے بغداد چلے گئے تھے - جہاں اُس وقت اچھّی سے اچھّی تعلیم مل سکتی تھی - اِس سفر میں اُن کے ساتھ پڑھائی کی چند کتابیں، ایک اُن کے اُستاد کا لکھّا ہُوا قُرآن شریف اور کُچھ اشرفیاں کُرتے کے اندر کی طرف سلی ہُوئی تھیں کہ ضرورت کے وقت کام آ سکیں ؛

۲ - اُس زمانے میں راستے ایسے پُر امن نہ تھے - جیسے کہ اَب دیکھ رہے ہو

پس راہ میں اِن کے قافِلہ پر بھی ڈاکو آپڑے - اَور اُنھوں نے نہایت بے رحمی سے دو چار آدمیوں کو جان سے مار ڈالنے کے بعد سب کا مال لُوٹ لیا - مگر چُونکہ سعدی کی صُورت دَرویشوں کی سی تھی - اِن پر کسی نے ہاتھ نہ ڈالا +

۳ - سب کو لُوٹ چُکنے کے بعد ایک ڈاکُو نے سعدی سے پُوچھا - "لڑکے! کیا تیرے پاس بھی کُچھ مَوجُود ہے؟" جس پر اِنھوں نے بغیر کسی گھبراہٹ کے کِتابیں اَور کُرتے کے اندر سِلی ہُوئی اشرفیاں ڈاکُوؤں کو دِکھا دیں +

۴ - ڈاکو سعدی کی سچّائی پر اِس قدر حَیران رہ گئے - کہ اُسی ڈاکُو نے اِن سے پُوچھا - "تُم نے ہمیں اشرفیاں کیونکر دِکھا دیں؟" اِنھوں نے جواب دِیا - "صِرف اِس لئے کہ مَیں اِن اشرفیوں کے واسطے جھُوٹ

نہ بولنا چاہتا تھا ۔ کیونکہ جھوٹ تو ایمان کی جڑ کاٹ دیتا ہے" +

۵ ۔ آخر سعدی کی نوعمری اور اس سچائی نے ڈاکوؤں کے سردار پر اتنا اثر کیا ۔ کہ اس نے انہیں چند دن اپنا مہمان رکھ کر اپنے دو محافظوں کے ساتھ بغداد پہنچا دیا ۔ اور آئندہ کے لئے ڈاکہ زنی سے توبہ کر لی +

سوالات

۱ ۔ مسافروں کو لوٹ چکنے کے بعد سعدی سے ڈاکوؤں نے کیا پوچھا ؟

۲ ۔ سعدی نے کیا جواب دیا ؟

۳ ۔ سعدی کی سچائی کا اثر کیا ہوا ؟

۴ ۔ پیرا نمبر ۵ بطور املا لکھایا جائے +

موسمِ خزاں

خزاں	گلستاں	جی بھر آنا
سبز پوش	بیکس و مجبور	موگرا
زباں دراز	نرگسِ شہلا	آنکھ دِکھلانا
فضا	خوشگوار	لطفِ نظّارہ

۱- گزر چکی تھیں بہاریں خزاں کا موسم تھا
کہ اتّفاق سے میں اِک چمن میں جا نکلا
۲-عجیب حال گلستان کا نظر آیا
جدھر نگاہ اُٹھائی - کہ جی ہی بھر آیا
۳- وہ زرد زرد ہیے رنگ سبز پوشوں کے
کہ دیکھی جاتی نہ تھی صورت اِنکی آنکھوں سے
۴- کھڑے تھے بیکس و مجبور سے بچارے سے
لُٹے لُٹائے پریشان غم کے مارے سے

۹- نہ موتیا۔ نہ چنبیلی ۔ نہ موگرا دیکھا
برائے نام نہ غنچہ کوئی کھلا دیکھا

۱۰- زباں دراز نہ سوسن کہیں نظر آئی
نہ آنکھ نرگسِ شہلا نے ہائے دکھلائی

۱۱- نہ سبزیاں نہ طراوت نہ تازگی نہ فضا
نہ خوشگوار ہوائیں نہ لطفِ نظّارا

۱۲- روش روش پہ غضب ابتری سی چھائی ہوئی
خزاں کے ہاتھ نے اک خاک تھی اڑائی ہوئی

۱۳- یہ سیر دیکھ کے دل میں بہت ہی پچھتایا
کہ آج باغ میں کیوں سیر کو چلا آیا

۱۴- یہاں نہ آتا تو ناحق ملال کیوں ہوتا
چمن کے حال کا مجھ کو خیال کیوں ہوتا

(مائل دہلوی)

سوالات

۱- شعر نمبر ۲ کے کیا معنی ہیں ؟

۲- شعر نمبر ۶ کا کیا مطلب ہے ؟

۳- شعر نمبر ۸ کا مضمون بیان کرو ۔

بیدردی اور ہمدردی

بخیل نفرت ذلیل
مفلس خاطر تواضع شدت

۱- ایک غریب نے کسی دولتمند بخیل کے دروازے پر جاکر سوال کیا۔ کہ "مانگنے سے تو مجھے خود نفرت ہے۔ مگر بچوں پر تین فاقے گزرنے نے مجبور کرکے آپ کے دروازے تک پہنچایا ہے۔ اگر آپ کچھ مدد کریں تو چار آدمیوں کی جان بچ جائے۔" بخیل امیر یہ باتیں کب سنتا تھا۔ اس نے امداد دینے کی جگہ غریب کو دھکے دلوا کر نکلوا دیا۔ اور وہ بیچارہ سخت ذلیل ہو کر واپس چلا آیا +

۲- تھوڑے دن بعد زمانہ نے دونو کی حالتوں کو بدلنا شروع کیا اور برس دو برس

ہیں بخیل امیر کی دولت و عزّت برباد ہو کر ایسی مُفلسی چھائی - کہ نوکر چاکر بھی دُوسروں کے یہاں جا کے مُلازِم ہو گئے +

۳ - بخیل کا ایک نوکر اُس کے یہاں سے جا کر اَب جس شخص کے پاس نوکر ہُوا تھا وُہ عام طور پر فقیروں کی خاطر تواضع اور غریبوں کی امداد کو ہر وقت تیّار رہتا تھا - ایک دفعہ دس بجے رات کے جبکہ سردی کی شدّت اور بارِش کی کثرت سے لوگ گھروں کے دروازے بند کر چکے تھے - اِتّفاقاً اِس سخی کے دروازے پر ایک بُوڑھے نے نہایت درد ناک آواز میں سوال کیا - اگرچہ بے وقت تھا مگر مالِک نے سائل کو آواز دے کر ٹھیرنے اور نوکر کو کھانا لے جانے کا حُکم دیا +

۴ - نوکر فقیر کو کھانا کِھلا کر واپس آیا - تو مالک کیا دیکھتا ہے کہ نوکر کی آنکھوں نے آنسوؤں کا تار باندھ دیا ہے - آقا نے

سبب پوچھا۔ تو نوکر نے کہا۔"اس وقت میں نے جس شخص کو کھانا کھلایا ہے یہ میرا وہی پرانا بد نصیب مالک ہے جس کے دروازے پر دو تین برس پہلے گھوڑے ہنہنایا اور اندر باہر روپے چھن چھنایا کرتے تھے" ؎

۵۔ یہ سن کر آقا خود دیکھنے کو بڑھا۔ تو سائل کو پہچان کر بے اختیار چلّا اٹھا۔ "کہ بوڑھے میاں! ذرا دیکھو تو کیا اس وقت تمہارے سامنے وہی غریب آدمی تو نہیں کھڑا؟ جو ایک دفعہ دو تین دن کے فاقے سے تمہارے یہاں گیا تھا۔ اور تم نے دھکّے دلوا کر نکلوا دیا تھا۔" بوڑھا سائل دیکھ کر رو دیا اور کہا "ہاں جناب! یہی وہ بد نصیب شخص ہے جو خدا کے دئے ہوئے کی پروا نہ کرکے اس حالت کو پہنچ گیا ہے"

سوالات

۱۔ بخیل نے سائل کے ساتھ کیا سلوک کیا؟
۲۔ ہمدردی نہ کرنے کا بخیل کو کیا بدلہ ملا؟
۳۔ کسی کے ساتھ ہمدردی کرنی کیسی ہے؟

بُخار

حرارت صفراوی بُخار جدید تحقیقات

اعضا شکنی وقتِ مُعیّنہ میعادی

١- یہ تو سب کو معلوم ہے۔ کہ جسم کی حرارت بڑھ جانے کا نام تپ یا بُخار ہے۔ مگر بُخار کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ہندوستان اور دُوسرے گرم مُلکوں میں "ملیریا" اور "مُحرقہ" سخت قسمیں ہیں۔ جن سے لاکھوں آدمی لُقمۂ اجل ہو جاتے ہیں ÷

٢- ملیریا کو "تپ لرزہ" اور "موسمی تپ" بھی کہتے ہیں۔ پُرانی کتابوں میں اِس کو صفراوی بُخار لکھا ہے۔ جو برسات کے موسم سے شروع ہو کر موسمِ خزاں تک لوگوں کے لئے

وبالِ جان بن جاتا ہے - اور جس سال بارش زیادہ ہو - یہ اِس کثرت سے پھیلتا ہے - کہ شہروں اور قصبوں میں کُنبے کے کُنبے اِس میں مُبتلا ہو جاتے ہیں +

۳ - جدید تحقیقات سے معلوم ہُوا ہے - کہ اِس کا سبب ایک خاص قِسم کا مچّھر ہے جو کُوؤں، تالابوں، گڑھوں وغیرہ سیل کے مقامات میں پیدا ہوتا ہے - اور پھر چھوٹے چھوٹے انڈے بچّے دے کر ہر گھر میں پھیل جاتا ہے +

۴ - ملیریا یا موسمی تپ عام طور پر جاڑہ لگ کے چڑھتا ہے - جس سے جسم میں کپکپاہٹ پیدا ہو کر تمام جسم گرم ہو جاتا ہے - دردِ سر اور اعضا شکنی سے سخت گھبراہٹ ہوتی ہے - مگر تھوڑے عرصہ میں جب کھل کر پسینہ آ جاتا ہے تو بخار بھی کم ہو جاتا ہے - اور پھر کئی روز

وقتِ معیّنہ پر دورہ کرتا رہتا ہے +

۵ - ایسے بخار کا وقت پر علاج نہ کیا جائے - نوجوان کا خطرہ ہے - مریض بہت کمزور ہو جاتا ہے - تلّی بڑھنے لگتی ہے - اور اخیر میں پاؤں پر ورم بھی ہو جاتا ہے +

۶ - ملیریا سے بچنے کے لئے جوان آدمی کو فی ہفتہ دس گرین کونین کھانا نہایت مفید ہے - لیکن جسے بخار ہو جائے - اُسے معدے کی صفائی کے بعد دن بھر میں پانچ گرین کونین کھانی چاہیئے +

۷ - پیٹ کی صفائی کے لئے کیسٹرائل (ارنڈی کا تیل) دودھ میں ملا کر پینا نہایت مفید مسہل ہے - پیٹ کی صفائی کئے بغیر کونین کھاؤ گے - تو نقصان دیگی +

۸ - بعض بخار میعادی ہوتے ہیں - اور وقت سے پہلے نہیں اُترتے - ایسی حالت میں لائق ڈاکٹر سے مشورہ لینا چاہیئے - لیکن

ہر ایک بُخار میں سادہ ہلکی غذا اور پرہیز کرنا لازمی چیزیں ہیں ÷

۹ - کونین کی گولیاں موسم کی تبدیلی کے وقت سرکار کی طرف سے ہر ایک ڈاکخانے، پولیس کی چوکی، کمیٹی کے ممبروں، اور سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے ذریعے مُفت تقسیم ہوتی ہیں ÷

سوالات

۱ - بخار کس طرح اور کن دِنوں میں پیدا ہوتا ہے؟
۲ - ملیریا سے بچنے کے لئے کیا احتیاط لازمی ہے؟
۳ - کونین کیا چیز ہے - اور کہاں کہاں ملتی ہے؟
۴ - پیرا نمبر ۴ زبانی لکھایا جائے ÷

بہادر دُشمن کی تیمار داری

وصف	رچرڈ	صلیبی
قدر دانی	لشکرگاہ	مُعالج

۱۔ سُلطان صلاحُ الدّین مُسلمانوں میں ایک نامور بادشاہ گُزرا ہے۔ جس کے ساتھ مُدّتوں عیسائی سُلطنتیں صلیبی لڑائیاں لڑتی رہی ہیں۔ اس بہادر سُلطان میں سب سے زیادہ وصف بہادروں کی قدر دانی تھا۔ چاہے وہ مُخالف ہی کیوں نہ ہوں ‡

۲۔ سُلطان کے مُخالفوں میں انگلستان کا مشہور بادشاہ رچرڈ خاص طور پر نامور ہُوا ہے۔ جو اپنی بہادری کے باعث رچرڈ شیر دِل مشہور تھا۔ یہ ایسا بے جگر لڑنے والا اور اتنا نڈر بہادر تھا۔ کہ کئی دفعہ

اکیلا دُشمن کے لشکر میں گھس جاتا۔ اور پُوری دادِ مردانگی دے کر واپس آ جاتا ؂

۳ - ایک دفعہ رچرڈ شیر دِل بیمار ہوگیا اور گو اُس کے ساتھی عِلاج مُعالجہ میں کوشش کرتے رہے۔ مگر بادشاہ اچھّا نہ ہوسکا ؂

۴ - سُلطان صلاحُ الدّین کو رچرڈ کی بیماری کا حال معلُوم ہُوا۔ تو بہت پریشان ہُوا۔ اور ایسے بہادر مُخالِف کے صِحّت پانے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ مگر اُسے یقین تھا۔ کہ اگر کُھلے طور پر رچرڈ کے عِلاج کے واسطے کوئی حکیم بھیجا گیا۔ تو وُہ اُسے منظُور نہ کریگا ؂

۵ - آخرکار خُود صلاحُ الدّین نے عیسائیوں کا لباس پہنا۔ اور چھوٹے دستی صندُوق میں کچھ دوائیں رکھ کر ایک عیسائی ڈاکٹر کے طور پر رچرڈ کی لشکر گاہ میں جا داخل ہُوا ؂

۶ - رچرڈ کو اطلاع دی گئی - کہ ایک نیک عیسائی ڈاکٹر صرف اُس کے لئے اتنا سفر کرکے آیا ہے - تو اُس نے بھی اُسے فوراً پاس بُلا لیا - اور اِس طرح آسانی کے ساتھ صلاحُ الدّین اُس کا مُعالج بن گیا جس نے اُس کا اِس کوشش سے علاج کیا - کہ چند ہی روز میں رچرڈ تندرُست ہوگیا - اور صلاحُ الدّین نے واپس آکر بہت خوشی منائی - کہ خُدا نے اُس کی کوشش کو بیکار نہیں جانے دیا ؛

سوالات

۱ - رچرڈ کیسا بادشاہ تھا ؟

۲ - صلاحُ الدّین نے رچرڈ کے ساتھ کیا سلوک کیا ؟

۳ - صلاحُ الدّین کا یہ سلوک کیسا تھا ؟

برکھا رُت

بادِ صبا   اِٹھلانا   اِترانا

حُسنِ قُدرت   دِہقاں   درخشاں

۱- چھائی ہیں کالی کالی گھٹائیں
چلتی ہیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں

۲- پیپل مست ہیں جھوم رہے ہیں
کنبک چمن میں گھوم رہے ہیں

۳- سُنتی ہے کس کی بادِ صبا اب
گُل کو بتائے کیوں نہ ہوا اب

۴- چلتی ہے اِٹھلاتی ہر سُو
پھرتی ہے اِتراتی ہر سُو

۵- پودوں نے پیلے پیلے کپڑے
پھینک کے بدلے دھانی جوڑے

۶- آہا ! آہا !! کیسا سماں ہے
دیکھ کے جس کو دل شاداں ہے
۷- چھوڑ کے صوفی اپنی خلوت
نکلا دیکھنے حُسنِ قدرت
۸- لو لگیں پڑنے بُوندیں ہر سُو
اُڑ گئے سارے پنکھ پکھیرُو
۹- پانی برستا ہے چھم چھم چھم چھم
چھت سے زمین تک چھم چھم چھم چھم
۱۰- پانی کی دھاریں نُور کی جھڑیاں
موتیوں کی ہیں گویا لڑیاں
۱۱- دِلکش ہیں جھرنوں کی صدائیں
بُلبُل جیسے مِل کر گائیں
۱۲- سارے گڑھے اور پُل اور نالے
بھر بھر کے ہیں اُبلنے والے
۱۳- بجلی کوندی بادل کڑکے
لڑکیاں کانپیں سہمے لڑکے
۱۴- نالے اُبلے ندّی چھلکی

بادل گرجے بجلی کڑکی

۱۵- آہا! آہا!! چہرۂ دہقاں
ہو گیا دیکھو! کیسا درخشاں

۱۶- ہنس ہنس کے اب ہل ہیں چلاتے
بوتے ہیں دھان اور گیت ہیں گاتے

سوالات

۱- نظم کا سارا مطلب اپنے لفظوں میں بیان کرو؟

۲- صوفی اپنی گوشہ نشینی سے کیا دیکھنے کو نکل آیا ہے؟

۳- جھرنوں کی آواز کو کس چیز سے مثال دی ہے؟

مہمان نوازی

چہل قدمی لجاجت بیہودگی شکریہ

۱- ایک دفعہ کوئی بوڑھا کسان کسی کام کے لئے شہر میں آیا- پھرتے پھراتے شام ہوگئی- تو اُسے خیال آیا- کہ اب رات کہاں گزارونگا؟ اتفاقاً کوئی امیر اپنی ڈیوڑھی پر کھڑا چہل قدمی کر رہا تھا- بوڑھے نے اُسے جھک کر سلام کیا اور کہا- "حضور! میں مسافر ہوں- حکم ہو تو رات یہیں پڑ رہوں" مگر امیر نے غرور سے بگڑ کر جواب دیا- "بوڑھے بیوقوف! یہ سرائے نہیں ہے"

۲- بوڑھا کسان امیر سے جھڑکی کھا کر اتنا نا اُمید ہوگیا- کہ اُس نے اُسی وقت گاؤں کی راہ لی- اور گو تھکا ہؤا تھا- مگر

راتوں رات چل کر صُبح سے پہلے مکان پر
جا پُہنچا ‎+‎

۳ - کچھ دن بعد پھی امیر شکار کو گیا۔
اَور کسی جانور کے پیچھے اَیسا سرپٹ گھوڑا
دَوڑایا - کہ ہمراہیوں سے دُور نِکل گیا۔ اِسپر
شکار کے نہ مِلنے سے تکان بھی اِتنی ہُوئی
کہ ہِلنے جُلنے کی طاقت نہ رہی ۔ اتنے میں
ایک کالی آندھی آگئی - امیر گھوڑے کی
باگ ڈور ہاتھ میں لئے کِسی درخت کے نیچے
بَیٹھ گیا - مگر ہوا نے وُہ زور باندھا - کہ
باگ ڈور ہاتھ سے چھُوٹ گئی - گھوڑا کہیں
دُور نِکل گیا - اور امیر بیچارہ تنہا رہ گیا ‎+‎

۴ - امیر تھکا ماندہ تھوڑی ہی دیر بَیٹھا تھا
کہ آندھی تھم گئی - مگر شام قریب تھی -
سخت گھبرایا - کہ اب کدھر جائے اَور
کہاں رہے؟ اِتنے میں کوئی دیہاتی لڑکا گیت
گاتا ہُوا اِدھر سے گزرا - اَور اُس نے

مُسافر کو تنہا پا کر اُس کا حال پُوچھا۔ تو امیر نے نہایت لجاجت سے اپنی ساری کہانی کہہ سُنائی۔ جسے سُن کر لڑکے نے کہا۔ ”ہماری جھونپڑی قریب ہے۔ رات وُہیں آرام کیجے۔ صُبح تک شاید گھوڑا بھی مِل جائے“ ÷

۵۔ اِتنا سہارا پایا۔ تو امیر کی جان میں جان آگئی۔ اَور بڑی خواہش سے لڑکے کے ساتھ اُس کی جھونپڑی میں چلا گیا۔ جہاں اُس کا بُوڑھا باپ بھی مَوجُود تھا۔ بُوڑھا مِہمان کو دیکھ کر بہُت خُوش ہُوا۔ جِس نے خُوشی خُوشی مُسافِر کا ہاتھ مُنہ دُھلا کر کھانا کِھلایا۔ اَور پھر بستر پر لِٹا کر ایک لڑکے کو پاؤں دبانے کے لِئے بِٹھا دِیا۔ اِتنے میں دُوسرا لڑکا امیر کا گھوڑا بھی کہیں سے تلاش کرکے لے آیا ÷

۶۔ امیر صُبح کو جاگا۔ تو اُنہوں نے پھر

ہاتھ مُنہ دُھلا کر کچُھ ناشتہ پیش کیا۔ واپسی کا وقت آیا تو امیر نے کہا۔ "ذرا اپنے باپ کو بُلالو کہ مَیں اُن کا شکریہ ادا کروں۔ کیونکہ رات کے وقت تو تھکن کے مارے اُن سے اچھّی طرح بات چیت بھی نہ ہوسکی تھی"۔

۷۔ امیر کے بُلانے پر کسان آیا تو اُسے دیکھ کر امیر کو سخت ندامت ہوئی کہ یہ وُہی دیہاتی مُسافر تھا۔ جو ابھی تھوڑے دِن ہوئے مجھ سے رات بھر ٹھیرنے کی اجازت مانگنے پر ذلیل ہُوا تھا۔

۸۔ آخر امیر نے شرمندگی سے اپنی بیہودگی پر مُعافی مانگی۔ جسے مہربان کسان نے یہ کہہ کر مُعاف کر دیا کہ "آئندہ آپ غریب آدمیوں سے اتنی نفرت نہ کیا کیجے"۔

سوالات

۱۔ امیر سے غریب کسان کو کیا تکلیف پہنچی؟
۲۔ غریب کسان سے امیر کو کیا امداد ملی؟
۳۔ مسافر کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

شہنشاہِ ایڈورڈ ہفتم

صُلح پسند ولیعہد الیگزنڈر اپل

پرِنس اوف ویلز قوم پروری

۱۔ یہ ہمارے بادشاہ کے پدر بزرگوار کا مبارک نام ہے ۔ جو سنہ ۱۹۰۱ء سے لے کر ۱۹۰۹ء تک نو سال بادشاہت کر گئے ہیں اور اِس تھوڑی مُدّت میں ہی اپنی نیکدِلی کے باعِث اِن کا نام "ایڈورڈ صُلح پسند" مشہور ہو گیا تھا +

۲۔ وُہ ۹۔ نومبر ۱۸۴۱ء کو پیدا ہوئے۔ ۲۲۔ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو تخت نشین ہوئے اور یکم مئی ۱۹۱۰ء کو اِنتقال کر گئے۔ گویا پورے ساٹھ برس اور چھ ہفتے وُہ ولی عہد رہے اور صِرف نو برس چار ماہ بادشاہت کی +

۳ - وہ دُنیا کی سیر کرتے ہُوئے ۱۸۷۵ء
میں ہندوستان بھی آئے تھے اور یہاں کے
مشہور رئیسوں، راجاؤں اور نوّابوں سے مُلاقات
کر گئے تھے - گجرات پنجاب میں دریائے
چناب کے آہنی پُل کی بُنیاد آپ ہی نے
رکھّی تھی - جس کا نام اُن کی بیگم صاحبہ
کے نام پر "الیگزنڈرا پُل" رکھّا گیا ۔

۴ - ایڈورڈ ہفتم نہایت سادہ اور نیک
زندگی گزار گئے - کبھی کسی کو معلُوم نہ ہُوا
کہ آپ ولیعہد یا بادشاہ ہیں - ایک دفعہ
آپ اپنی گاڑی میں سوار لنڈن کے کسی بازار
میں جا رہے تھے کہ ایک اندھا بُوڑھا دھکّے
کھاتا ہُوا نظر آیا - جو بازار کے اُس طرف
سے اِدھر آنا چاہتا تھا - مگر گاڑیوں کی
بھیڑ بھاڑ میں لڑکھڑاتا پھرتا تھا - یہ اپنی
گاڑی سے اُتر کر اُس کا ہاتھ تھامے ہُوئے
بازار کے اِس رُخ پر لے آئے - اور کچھ

روپے دے کے خود سوار ہو گئے ۔

۵ - ایسا ہی ایک بار ولی عہدی کے زمانہ میں یہ کہیں پیادہ پا سیر کو گئے - تو واپس ہوتے وقت راہ میں بارش آ گئی آپ بے تکلّفی سے ایک ڈبل روٹی والے کی دُکان پر کھڑے ہو گئے ۔ تھوڑی دیر انتظار کے بعد جب بارش نہ تھمی تو اِن کے ساتھی وزیر نے ڈبل روٹی والے سے پُوچھا - "کیوں بھئی! تمہارے ہاں کوئی چھتری بھی ہے؟" اُس نے کہا ۔ "کیوں نہیں ۔ ہونے کو تو ایک چھوڑ دو ہیں - ایک نئی - دُوسری پُرانی - مگر نئی چھتری تو مَیں کسی کو دیتا نہیں ۔ چاہے "پرنس اوف ویلز" ہی کیوں نہ ہوں ۔ البتّہ پُرانی حاضر ہے"۔ اِس غریب کو کیا خبر؟ کہ یہی "پرنس اوف ویلز" ہیں - غرض پُرانی چھتری لئے ہوئے ہی اُنہوں نے شاہی محل پر پہنچ کر ڈبل روٹی والے کو ایک نئی قیمتی چھتری

اپنی طرف سے بھیج دی جس کے بعد معلوم ہوا کہ یہی پرنس آف ویلز تھے ÷

۶ - اُن کے زمانہ کی بہت بڑی یادگار انگلستان کے کاریگروں کا قانون ہے - جس کے رو سے ہر ایک کاریگر اور مزدور کو چاہے وہ کسی کارخانے میں کام کرتا رہا ہو - ساٹھ سال کی عمر پانے پر سرکار سے ایک مختصر پنشن اُس کی پرورش کے لئے مل جاتی ہے - اِس قانون کے مطابق پندرہ کروڑ روپیہ سالانہ سرکار کا خرچ ہوتا ہے - جو بہت بڑی قوم پروری ہے - ہندوستان میں قانونی کونسلوں کے ممبروں کی تعداد بھی اُنھی کے وقت سے بڑھنی شروع ہوئی تھی ÷

سوالات

۱ - ایڈورڈ ہفتم کتنی مدت ولیعہد اور کتنی مدت بادشاہ رہے؟

۲ - ایڈورڈ ہفتم کے زمانہ کا کونسا قانون یادگار ہے؟

۳ - ایڈورڈ ہفتم کی خاص صفت کیا تھی؟



بہادری کی عزّت

اِٹلی　　مُقابلہ　　دانت پیسنا

فخر　　بے سُود　　آزادی

۱۔ اِبتدائی زمانے میں جب اِٹلی والے انگریزوں کو ماتحت بنانے کے لئے اِن پر حملے کیا کرتے تھے۔ انگریزوں میں سے ایک بہادر شخص اپنے ساتھیوں سمیت اِن کا ایسا مُقابلہ کیا کرتا کہ اٹلی والے دانت پیس پیس کر رہ جاتے اور اُن سے کُچھ بنائے بن نہ پڑتی۔ اُس بہادر کا نام "کریڈوک" تھا۔

۲۔ ایک دفعہ اِٹلی والوں نے اِس زور کا حملہ کیا۔ کہ کریڈوک اپنے بہادر ساتھیوں اور بیوی بچّوں سمیت اُن کے ہاتھ گرِفتار ہوگیا۔ اور اِٹلی والے اُن قیدیوں کو زنجیروں

ہیں باندھ کر لے گئے +

۳ - قیدی اِٹلی پہنچے - تو وہاں کے لوگ اُنہیں دیکھ کر اپنے بہادر سپاہیوں پر فخر کرتے - اور اِن بیکسوں کو بے عزّتی کے لفظوں سے یاد کرتے تھے - جن کی اِس حرکت کا قیدیوں کے دِل پر بہت بُرا اثر ہوتا تھا +

۴ - قیدیوں کا گروہ جب حاکم کے سامنے پیش ہُوا - تو اُس نے نہایت مِہربانی سے ایسے تمام قیدیوں کو مُعاف کرنے کا فیصلہ کیا - جو اپنے گزرے ہُوئے کاموں پر شرمندہ ہوں - اور آئندہ اِٹلی کے خِلاف ہتھیار نہ اُٹھانے کا اِقرار کریں +

۵ - شریف حاکم "کریڈوک" کا نام جانتا تھا اور اِس کی بہادری سے بھی واقف تھا - اُس نے کہا - "کریڈوک دیکھو! تُمہارے سامنے پھانسی لٹک رہی ہے - جس سے تُمہیں صِرف مُعافی ہی بچا سکتی ہے - بہتر ہے کہ تُم بھی

مُعافی مانگ کر اپنی جان بچاؤ"۔

۶۔ کریڈوک نے کہا "مَیں آپ کے مشورہ کا شُکر گزار ہوں۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ میرا قصور کیا ہے؟ صرف یہ کہ آپ نے میرے مادری وطن کی عزّت و آزادی کو خاک میں ملانا چاہا۔ تو مَیں نے اُس کے بچاؤ کی کوشش کی۔ بہتر ہے کہ آپ مُجھے پھانسی دے دیں۔ کیونکہ اِس بربادی کے بعد زندہ رہنا بے سُود ہے"۔

۷۔ شریف حاکم نے کریڈوک کے یہ بہادرانہ الفاظ سُن کر کہا۔ "بیشک تُم بہادر شخص ہو اور بہادر قتل نہیں کیئے جاتے۔ اِس لیئے ہم تُم سے کوئی اِقرار نہیں لیتے۔ جاؤ اپنے وطن میں عزّت اور آزادی سے رہو"۔

سوالات

۱۔ کریڈوک کے ساتھیوں نے کس طرح جان بچائی؟
۲۔ کریڈوک نے کیا جواب دیا؟
۳۔ کریڈوک کے جواب کا حاکم پر کیا اثر ہُوا؟

حسد کا انجام

مکّار دعوت بدگوئی منزمهر

۱- ایک بادشاہ کسی نیک آدمی پر بہت مہربان ہوگیا تھا۔ اور اکثر باتوں میں اُس سے مشورہ بھی لیا کرتا تھا۔ جس سے وزیر کو اِس خیال سے حسد پیدا ہوگیا۔ کہ کہیں بادشاہ اسی کو وزیر نہ مقرّر کر دے ❖

۲- مکّار وزیر نے نیک آدمی سے ظاہرا یارانہ گانٹھنے کے لئے ایک دن اِس کو اپنے یہاں دعوت پر بلایا اور کھانے میں بہت سی کچّی پیاز کھلانے کے بعد عذر کے طور پر کہہ دیا۔ کہ "خانساماں نے آج غلطی سے کچّی پیاز دسترخوان پر رکھ دی تھی۔ جسے آپ نے بھی بے تکلّفی سے کھا لیا ہے۔ حالانکہ بادشاہ کو پیاز کی بُو سے سخت نفرت ہے۔ اِس لئے آپ

دربار میں جائیں - تو بادشاہ سے بات کرتے وقت منہ پر رومال ضرور رکھ لیں - کہ بادشاہ کو پیاز کی بدبو نہ جائے" ✤

۳ - وزیر نے اِدھر تو نیک آدمی کو یہ پٹی پڑھائی - اور اُدھر بادشاہ کو یہ جا سُنایا کہ جس آدمی پر آپ کو اِتنا اعتبار ہے وہ آپ کو خاطر میں بھی نہیں لاتا - اور بدگوئی کرتا پھرتا ہے کہ بادشاہ کے منہ سے سخت بدبو آتی ہے اور آج سے منہ پر کپڑا رکھے بغیر میں اُن سے بات نہیں کرونگا ✤

۴ - نیک آدمی دربار میں آیا اور بادشاہ سے بات کرتے وقت منہ پر کپڑا رکھے رہا - تو بادشاہ کو وزیر کی سچائی کا یقین ہو گیا - اور اس غریب پر سخت غصّہ آیا ✤

۵ - دستور تو یہ تھا کہ کسی کو انعام دینے کا حکم بادشاہ خود لکھتا اور سزا کا حکم دوسرے سے لکھوا کر دستخط کر دیتا - مگر اس وقت بادشاہ نے غصّے

میں نیک آدمی کے قتل کا حُکم خُود ہی لکھ کر سربمُہر لفافے میں اُس کے حوالے کر دِیا کہ اِسی وقت اِسے فلاں جرنیل کے پاس لے جاؤ +

۶- چُونکہ یہ حُکم بادشاہ نے خُود لکھا تھا۔ اِس لِئے مکّار وزیر کو یقین ہو گیا کہ خفا ہونے کی جگہ بادشاہ نے اِسے اِنعام کا حُکم لکھ دِیا ہے چُنانچہ اُس نے وُہ سربمُہر حکم نیک آدمی سے یہ کہہ کر خُود لے لیا کہ "آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں - مَیں اُسی طرف جا رہا ہُوں - لائیے مَیں ہی پہنچا دُوں گا"- چُنانچہ نیک آدمی نے وُہ لفافہ وزیر کو دے دیا +

۷ - وزیر جس وقت جرنیل کے پاس حُکم لے کر پہنچا - اور اُس نے کھول کر پڑھا - تو لِکھا تھا "جو شخص فرمان لائے - اُسے فوراً قتل کر دو" پس جرنیل نے وزیر کا سر تن سے جُدا کر دِیا +

۸ - دُوسرے دِن جب نیک آدمی دربار میں پہنچا تو بادشاہ کو بڑا تعجّب آیا اور پھر اُس کی زبانی سارا ماجرا سُن کر اُسی کو

وزیر مُقرّر فرما دیا ؛

سوالات

۱ - وزیر کو کس چیز نے قتل کرایا ؟

۲ - نیک دِل آدمی کو کس بات نے وزیر بنایا ؟

۳ - حسد کیسا ہے اور سچّائی کیسی ؟

جہاز

جَسامت قَدوقامت بادْبان مَلکۂ بحر

۱۔ تُم نے غالِباً دیکھا یا سُنا ہوگا کہ دریاؤں سے وار پار ہونے کے لِئے جہاں پُل مَوجُود نہ ہوں۔ وہاں کِشتیاں کام دیتی ہیں۔ جِن میں کئی کئی آدمی۔ مویشی اَور بھاری بھاری سامان بھی پار کیا جاتا ہے۔ اِن کِشتیوں کو ضرُورت کے مُطابِق کہیں تو ملّاح بانسوں سے کھینچتے ہیں اور کہیں چپوؤں سے کھیتے ہیں +

۲۔ دریاؤں میں جو کام کشتیاں دیتی ہیں سمندروں میں اُسی کام کے لِئے جہاز بنائے گئے ہیں۔ جیسے کِشتیاں معمُولی پانی کے لِئے بنائی جاتی ہیں۔ اِسی طرح جہازوں کا بھی سمندر کی مُناسبت سے بڑا ہونا ضرُوری تھا۔

چُنانچہ جہاز اِتنے بڑے ہوتے ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹے کی جسامت بھی سَو کشتیوں سے کم نہ ہوگی ✦

۳ - جہاز کئی قسم کے ہوتے ہیں - بعض تو پُرانے طریقے کے سیدھے سادھے - جن پر بادبان لگا ہوتا ہے - اور وہ ہوا کے زور پر چلتے ہیں - لیکن جتنے جہاز اب نئے تیّار ہوتے ہیں - قریباً سب کے سب کل کے ذریعے چلنے والے ہوتے ہیں اور دن رات میں تقریباً دو سو میل سفر طے کر لیتے ہیں ✤

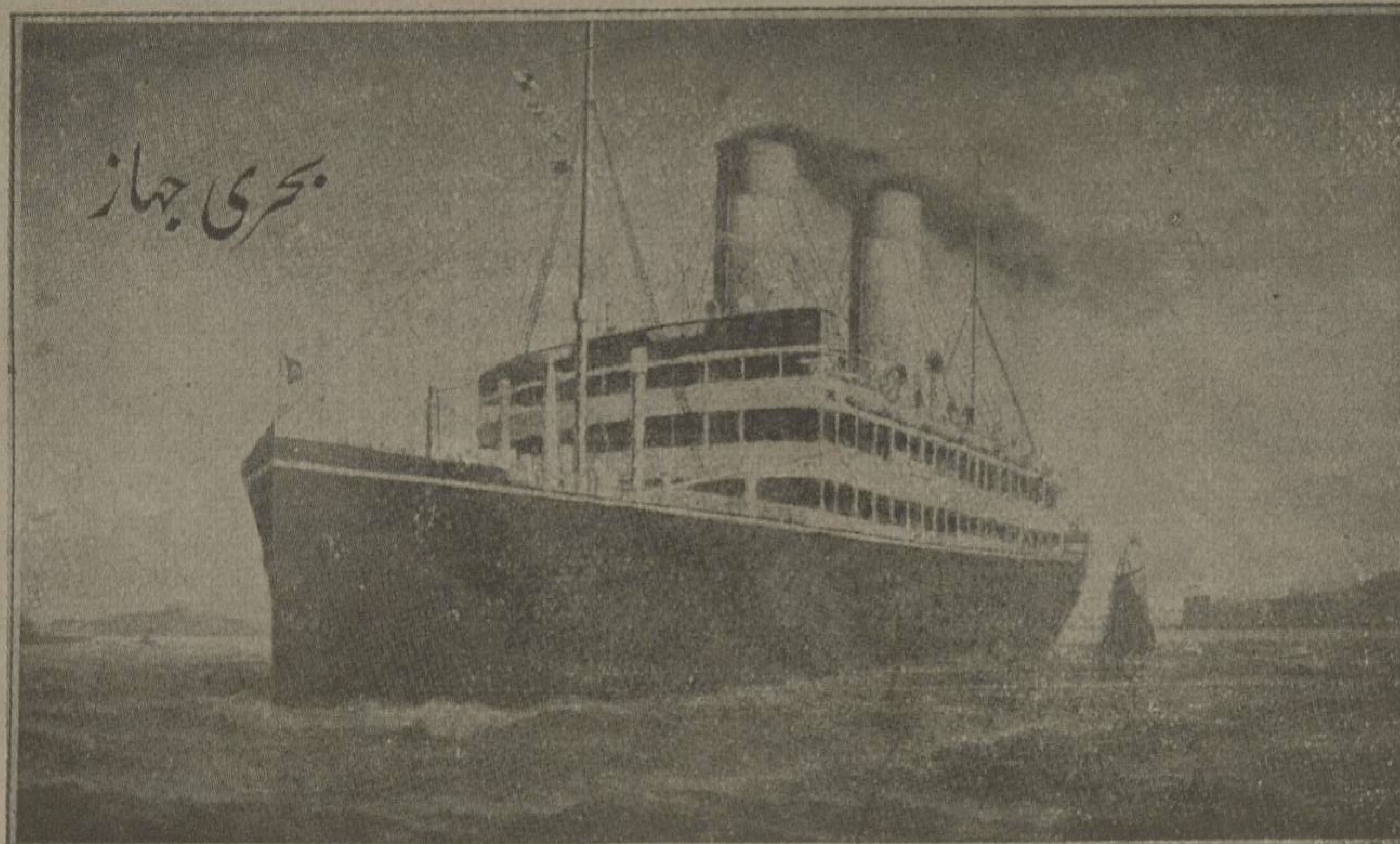
۴ - جو کام خُشکی پر ریل دے رہی ہے وُہی کام سمندر میں جہاز ادا کرتے ہیں - ہر سال کروڑوں من سامان اور لاکھوں آدمی اُن کے ذریعے ایک مُلک سے دُوسرے مُلک میں آتے جاتے رہتے ہیں - غرض کہ دُنیا میں تجارت کی جس قدر گرم بازاری ہو

رہی ہے - اُس کا بڑا ذریعہ یہی جہاز ہیں +

۵ - جہاز مُختلف قد و قامت کے ہوتے ہیں - جو لوہے کی چادروں اور لکڑی سے بنائے جاتے ہیں - ہر ایک جہاز ہزاروں من بوجھ اُٹھاتا ہے اور مسافروں کے سفر کرنے کے جہاز بھی سینکڑوں آدمیوں کو سمندر میں لئے لئے پھرتے ہیں +

۶ - جس طرح ریل میں سواریوں کے لئے چار درجے ہیں - اِسی طرح جہازوں میں بھی تین درجے مقرّر ہیں - لیکن تیسرا درجہ ریل کی طرح آرام دِہ نہیں ہوتا - کیونکہ ریل کے تیسرے درجے میں بیٹھنے کے لئے بنچیں ہوتی ہیں - مگر جہاز اُن سے خالی ہیں - وہاں صِرف لکڑی کے فرش پر ہی بیٹھنا اور سونا پڑتا ہے +

۷ - کھانے کا تو ریل میں یہ اِنتظام ہے کہ جابجا سٹیشنوں پر سب کچھ بک رہا ہے -


بحری جہاز

جہاں جو جی چاہے لے لو - مگر جہاز میں کئی کئی دِن کوئی سٹیشن نہیں آتا - اِس لئے سب کو کھانے پینے کا سامان اپنے ساتھ لے جانا پڑتا ہے - اوّل دوم درجے والوں کے کھانے کا اِنتظام جہاز والوں کے ذِمّے ہوتا ہے - اور تیسرے درجے والے خُود پکا لیتے ہیں +

۸ - جہاز میں جو لوگ پہلی دفعہ سوار ہوں اُن کو چکّر بھی آتے ہیں اور جی بھی متلاتا ہے - مگر دو تین دِن کے بعد طبیعت سنبھل جاتی ہے - اور کھانا معمُولی طور پر ہضم ہونے لگتا ہے +

۹ - مسافروں کے سوار ہونے والے جہازوں میں وُہ جہاز زیادہ تر اِعتبار کے لائِق سمجھے جاتے ہیں - جن پر ڈاک آتی جاتی ہے - اِن کا کرایہ تو کسی قدر زیادہ دینا پڑتا ہے مگر اِن کی رفتار اور وقت کی پابندی بھی دُوسرے جہازوں سے زیادہ ہوتی ہے +

۱۰ - سواری اور باربرداری کے جہازوں کے سوا یورپ کی ہر ایک سلطنت کے پاس جنگی جہاز بھی موجود ہیں - جن پر ضرورت کے مطابق توپیں چڑھی رہتی ہیں - اور فوجی دستہ بھی باقاعدہ مقرر ہوتا ہے - یہ جہاز گویا قلعہ کے قائمقام ہیں - جہاں چاہا چلے گئے اور گولہ اندازی شروع کر دی +

۱۱ - دنیا میں جس قدر تجارتی - مسافری اور جنگی جہاز موجود ہیں - اُن میں سرکار انگریزی کے جہاز سب سے زیادہ ہیں - اور اسی وجہ سے سلطنتِ انگریزی کو "ملکۂ بحر" کا خطاب حاصل ہے +

سوالات

۱ - جہازوں سے کیا کیا فائدے ہیں ؟

۲ - جہازوں کی کتنی قسمیں ہیں ؟

۳ - انگریزی سلطنت کو "ملکہ بحر" کیوں کہتے ہیں ؟

۴ - ملکۂ بحر کیا اسم ہے ؟

اِحسان کا ثمرہ

قِسمت کا مارا ۔ شُکرِیّہ ۔ بدنصیب ۔ حملہ

۱۔ اِٹلی کا ایک بادشاہ مُلازِموں پر بہت سختی کیا کرتا تھا اور اگر کوئی مُلازِم اُس کی عادت سے تنگ آکے بھاگ جاتا تو یہ اُسے تلاش کرا کے سب کے سامنے کِسی جنگلی شیر سے پھڑوا دِیا کرتا۔ تاکہ پھر کِسی کو بھاگنے کا حوصِلہ نہ ہو پس جو قِسمت کا مارا اُس کی مُلازمت میں پھنس جاتا۔ اُسے جان کے خوف سے بادشاہ کی سب سختِیاں اُٹھانی ہی پڑتیں +

۲۔ اُس کا ایک مُلازِم جب روز کی سختِیوں سے تنگ آگیا۔ تو یہ سوچ کر کہ اِس زِندگی سے تو مر جانا ہی بہتر ہے۔ بھاگ نِکلا۔ اور ایسے جنگل میں جا پہنچا۔ جہاں ایک شیرِ ببر رہا کرتا تھا +

۳۔ یہ بیچارہ بیٹھا ہی تھا کہ شیر بھی گرجتا

ہُوا آن پُہنچا۔ جس کے دیکھتے ہی غلام کے اوسان خطا ہو گئے مگر جب حملہ کرنے کی جگہ شیر اُس کے پاس آ کر بَیٹھ گیا اَور اپنا ایک بازُو بار بار زمین پر مار مار کے دِکھانے لگا تو کچُھ دیر بعد اُس کے ہوش بجا ہُوئے +

۴۔ اِس نے غور کِیا تو خیال آیا کِہ شیر کے پنجے میں ضرور کوئی تکلیف ہے اَور اِسی وجہ سے وُہ اِس کی اِمداد کا طالب ہے چُنانچہ اُس نے شیر کا پنجہ ہاتھ میں لے کر دیکھا تو اُسے اُس میں ایک کانٹا نظر آ گیا +

۵۔ شاہی مُلازم نے کانٹا نِکال کے پنجے پر ایک کپڑا باندھ دِیا۔ جس سے شیر آرام پا کر شُکریہ کے طَور پر غُر غُر کرنے اَور دُم ہلانے لگا اَور پھر اپنے شِکار میں سے گوشت کا ایک ٹکڑا اُسکے آگے بھی ڈال گیا۔ جِسے آگ پر بھون کر اِس بیچارے نے خُوب پیٹ بھر کے کھا لِیا!

۶۔ کچھ عرصہ کے بعد جب یہ تنہائی سے گھبرا

کر آبادی کی تلاش کرنے لگا - تو اِتّفاق سے سرکاری سپاہیوں سے آمنا سامنا ہوگیا - اَور وُہ اُسے پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے +

۷ - دو چار دِن کے بعد بادشاہ کے پاس جب ایک جنگلی شیر بھی آگیا تو اُس نے مُلازِم کو اُس کے پنجرے میں ڈلوا دِیا - جسے دیکھتے ہی شیر غُرّاتا ہُوا حملہ کرنے کو تو اُٹھا مگر سب لوگ یہ عجیب نظّارہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آدمی کے قریب پہُنچ کر شیر نے اُسے چُومنا چاٹنا شرُوع کر دِیا +

۸ - بادشاہ نے جب غلام سے شیر کی مُحبّت کا سبب پُوچھا - تو اُس نے سب کہانی کہہ سُنائی - جسے سُن کر بادشاہ نے خُوشی سے اُسے گھر جانے کی اِجازت دیدی اَور سب نے مان لیا کہ اِحسان سے اِنسان تو کیا! درِندہ بھی غُلام ہو جاتا ہے +

سوالات

۱ - نوکر بادشاہ کی نوکری سے کیوں بھاگا ؟
۲ - کِسی پر اِحسان کرنا کیسا ہے ؟
۳ - آٹھواں پیرا زبانی لِکھایا جائے +

زمینداری

پرورش　　　کاشتکار　　　مالیہ

حقِ مالکانہ　　　بندوبست

۱۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ ہوا اور پانی کے بعد ہر ایک انسان کی زندگی اناج پر موقوف ہے۔ کیونکہ غریب ہوں یا امیر سب اناج کھاتے ہیں۔ مگر اناج کہاں اور کس طرح پیدا ہوتا ہے اِس پر بہت کم توجّہ کی جاتی ہے +

۲۔ یاد رکھو جن مُلکوں میں زیادہ اناج پیدا ہوتا ہے۔ اُن میں ہندوستان سب سے اچھّا مُلک ہے اور ہندوستان میں پنجاب گیہوں کی پیداوار کے لئے خاص شُہرت رکھتا ہے +

۳۔ اناج میں گیہوں۔ جَو۔ جوار۔ چنے چاول۔ دالیں اور اِس قسم کی کئی چیزیں شامل ہیں۔ جو لوگ زمین کو نرم کر کے اُس میں

طرح طرح کے اناجوں کے بیج بوتے، پرورش کرتے اور پک جانے پر کاٹ کر دانے نکالتے ہیں۔ انہیں کسان اور اس کام کو زمینداری کہتے ہیں۔

۴۔ زمیندار دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو کسی بہت بڑی زمین کے مالک ہوں۔ اور کاشتکاروں سے ٹھیکے یا حصے پر زمین جتواتے ہوں۔ دوسرے وہ جن کی زمین تھوڑی ہو۔ مگر اپنی زمین کے آپ ہی مالک ہوں اور خود ہی بوتے جوتتے ہوں۔ یہ دونو قسمیں ہمارے مُلک میں کافی موجود ہیں۔

۵۔ ان کے سوا ایک تیسری قسم بھی ہے اور وہی سب سے زیادہ ہے۔ یعنی وہ لوگ جن کی اپنی ملکیّت نہ ہو۔ صرف بڑے زمینداروں کی زمین ٹھیکے پر لے کر اسے بوئیں جوتیں اور اس کے حصہ یا ٹھیکہ کی رقم دینے کے

بعد اپنا پیٹ بھی اِسی سے پال لیں - اِنہیں کاشتکار کہتے ہیں ÷

٦ - اِن زمینوں کا محصُول جو سرکار لیتی ہے - اُسے مالیّہ کہا جاتا ہے - چُنانچہ اِس مد کا نام ہی محکمۂ مال مُقرّر ہے - پٹواری گِرداور - نائب تحصیلدار - تحصیلدار - افسرِ مال سب اِسی محکمہ کے اہلِ کار ہیں ÷

۷ - زمین بھی کئی قِسم کی ہوتی ہے - جس کی بڑی قِسمیں آبی اور بارانی کہلاتی ہیں - آبی میں وہ زمینیں شامل ہیں جنہیں کِسی دریا - نہر - کُوئیں یا جھلار کے ذریعہ پانی دیا جاتا ہو - چُونکہ ضرُورت کے وقت اِن زمینوں کو پانی مِل جاتا ہے - اِسلئے اِن میں فصلیں بھی اچھّی ہوتی ہیں - اور اِس کا محصُول بھی سرکار زیادہ لیتی ہے - دُوسری قِسم بارانی ہے کہ بارِش ہو گئی - تو فصل ہُوئی اور نہ ہُوئی - تو بیج بھی ضائع ہو گیا ÷

۸- محکمۂ مال کی ہی ایک شاخ محکمۂ بندوبست بھی ہے جو ہر ایک زمین کی قسم - کاشتکار اور مالک کا نام لکھتا ہے اور پیداوار کے مطابق محصول لگاتا ہے - ہر ضلع میں تقریباً بیس برس کے بعد نیا بندوبست ہوتا ہے - اس عرصہ کے اندر جو زمینیں نئی جوتی بوئی جاتی ہیں - ان پر پٹواری اور تحصیلدار کی جانچ پر افسر مال محصول لگا دیتا ہے ؀

۹- جو لوگ بیس سال سے متواتر کسی مالک کے کاشتکار چلے آتے ہوں - انہیں موروثی کاشتکار کہا جاتا ہے اور وہ ایک مقررہ رقم مالکوں کو حقِ مالکانہ کے طور پر دیتے رہتے ہیں - مالک اس رقم کو بڑھا نہیں سکتا ؀

سوالات

۱- محکمۂ مال کسے کہتے ہیں ؟

۲- محکمۂ بندوبست کیا کام کرتا ہے ؟

۳- مالیہ اور حقِ مالکانہ میں کیا فرق ہے ؟

گدھا لنگڑا کیوں نہ ہو؟

خانہ بدوش - بار برداری - بلا معاوضہ - بیگار

۱- ایک رئیس کو شکار کا اِتنا شوق تھا۔ کہ وُہ خانہ بدوشوں کی طرح دِن رات نوکر چاکر کھانے پہننے کا سامان اور خیمہ و سائبان وغیرہ ساتھ لئے شکار کی تلاش میں مُلک کے ایک سرے سے دُوسرے سرے تک پھرا کرتا اور بار برداری کے لئے رِعایا کے گھوڑے گدھے جو بھی مِل جاتے بیگار میں پکڑ لیتا - جن کے ساتھ اُن کے مالِک بھی بِلا مُعاوضہ اپنے مال کی حفاظت اور اُس ظالم کی خِدمت کے لئے مہینوں ساتھ ساتھ جنگل در جنگل مارے مارے پھرتے تھے ؛

۲ - ایک دفعہ یہ رئیس شکار کھیلتے کھیلتے ساتھیوں سے بچھڑ کر کسی گاؤں کے پاس

سے گزر رہا تھا - کہ اُس کی نگاہ ایک کسان پر جا پڑی - جو کھردری لکڑی سے اپنے گدھے کا پاؤں زخمی کر رہا تھا +

۳ - ظالم نے دیکھتے ہی نہایت رُعب دار آواز میں کہا - "ارے او بیوقوف ظالم! یہ کیا نالائق حرکت ہے؟ آخر اِس کی بھی تو جان ہے - جس کا تُو خُدا کے سامنے جواب دِہ ہے کیا تجھے حاکم کا بھی ڈر نہیں"؟

۴ - کسان نے بے پروائی سے کہا - "تم نے مجھے ظالم کہنے میں غلطی کی ہے - ظالم تو ہمارا رئیس ہے - جو غریب کسانوں کے گدھے بیگار میں پکڑ کے اُنہیں ضروری کاموں سے بھی روک رہا ہے - اور اِس بات سے بالکل نہیں ڈرتا کہ کل خُدا کو کیا جواب دیگا - کیا بیگار میں اِس گدھے کے ساتھ مارا مارا پھرنے کی نسبت یہ بُرا ہے - کہ میں اِسے لنگڑا کر دوں - اور اُس ظالم کے ہاتھ سے بے فکر ہو جاؤں؟

۵- اِتنے میں رئیس کے ساتھی بھی آقا کو ڈھونڈتے ہُوئے وہیں پہنچ گئے اور اُس نے اُنہیں دیکھتے ہی کِسان کی گرفتاری کا حُکم دیدیا۔ چنانچہ اُنھوں نے کِسان کی مُشکیں کس لیں اور صُبح پھر اُسی رئیس کے سامنے پیش کر دِیا +

۶- رئیس نے کِسان سے پُوچھا۔" بتا! اب تیری کیا سزا ہے؟" کِسان نے جواب دِیا۔" مُجھے آپ زیادہ سے زیادہ ایک گدھے کے لنگڑا کرنے کی سزا دے سکتے ہیں۔ لیکن یہ سوچ لیجے۔ کہ خُود آپ کو ہزاروں گدھوں کے لنگڑا کرانے کی کیا سزا ملیگی؟" یہ سُنکر رئیس خاموش ہوگیا اور کُچھ تامّل کے بعد کِسان کو چھوڑ کر آئندہ بیگار کی رسم مَوقُوف کر دی +

سوالات

۱- کِسان گدھے کو لنگڑا کیوں کر رہا تھا؟

۲- حاکم پر کِسان کی بات کا کیا اثر ہُوا؟

۳- ہزاروں گدھوں کے لنگڑا کرانے کا حاکم کِس طرح ذِمّہ دار تھا؟

اچّھا بیٹا

سُرُور　غرُور　ظُہُور　زُور

مُعِین　غیُور　نُفُور　وُفُور

۱- بیٹے کو لوگ کہتے ہیں آنکھوں کا نُور ہے
ہے زندگی کا لُطف تو دِل کا سُرُور ہے

۲- گھر میں اُسی کے دَم سے ہمیشہ ہے رَوشنی
نازاں ہے اِس پہ باپ تو ماں کو غرُور ہے

۳- خُوش قِسمتی کی اِس کو نِشانی سمجھتے ہیں
کہتے ہیں یہ خُدا کے کرم کا ظہُور ہے

۴- اکبر بھی اِس خیال سے کرتا ہے اِتّفاق
اِس کا بھی ہے یہ قَول کہ ایسا ضرُور ہے

۵- البتّہ شرط یہ ہے کہ بیٹا ہے ہوشیار
مائل ہے نیکیوں پہ بُرائی سے دُور ہے

۶- سُنتا ہے دِل لگا کے بزُرگوں کی پند کو
وقتِ کلام لب پہ جناب و حضُور ہے

۷- برتاؤ اُس کا صِدق و محبّت سے ہے بھرا
اِس میں نہ ہے فریب نہ کُچھ مکر و زور ہے

۸- افکارِ والدین میں ہے دِل سے وہ شریک
ہمدرد ہے مُعین ہے اہلِ شعُور ہے

۹- راضی ہے اُس پہ باپ کی جو کُچھ ہو مصلحت
صابر ہے با ادب ہے عقیل و غیُور ہے

۱۰- رکھتا ہے خاندان کی عزّت کا وہ خیال
نیکوں کا دوست - صُحبتِ بد سے نفُور ہے

۱۱- کسبِ کمال کی ہے شب و روز اُس کو دھن
عِلم و ہُنر کے شوق کا دِل میں وفُور ہے

۱۲- لیکن جو اِن صفات کا مُطلق نہیں پتا
اور پھر بھی ہے خوشی تو خوشی کا قصُور ہے

(حضرت اکبر)

سوالات

۱- لڑکے پر ماں باپ کیوں خوش ہوتے ہیں؟

۲- سچّی خوشی کس قسم کے لڑکے سے ہو سکتی ہے؟

۳- تُم کیسے لڑکے بنو گے؟

میونسپل کمیٹیاں

ممبر - وصول - نامزد - انتخاب ٹیکس

۱- شہروں اور قصبوں میں پختہ سڑکیں سرسبز باغ - کھلے میدان - رات کو لالٹینوں کی روشنی صبح و شام دونو وقت گلی کوچوں کی صفائی اور چھڑکاؤ تو تم روز دیکھتے ہو - مگر یہ نہ سوچا ہوگا - کہ یہ کام کس کے سپرد ہے؟ لو اب سمجھ لو کہ ایسے سب کام ہر ایک شہر یا قصبے کی میونسپلٹی کے متعلق ہوتے ہیں +

۲- میونسپل کمیٹی انگریزی زبان کے الفاظ ہیں - جن کے معنی ہیں - "شہر کی صفائی روشنی اور پانی کا انتظام کرنے والی جماعت" بڑے شہروں کی ایسی جماعتوں کو "میونسپل کمیٹی" کہتے ہیں اور چھوٹے قصبوں کی ایسی ہی جماعتوں کو "نوٹی فائڈ ایریا" یعنی "مشتہرہ رقبہ"

۳ - ہر ایک میونسپل کمیٹی کے ممبروں کی تعداد سرکار سے مقرّر ہو چکی ہے - جس میں سے تین چوتھائی ممبر تو عام لوگوں کی مرضی سے چُنے جاتے ہیں - اور ایک چوتھائی سرکار اُسی جگہ کے عزّت دار لوگوں اور اپنے عُہدہ داروں میں سے خود نامزد کر دیتی ہے ÷

۴ - انتخاب کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل تو پہلے سے ہر شہر کی آبادی کے مطابق فیصلہ ہو جاتا ہے کہ اس میں اتنے مسلمان، اتنے ہندو اور اتنے سکھ ممبر ہونگے پھر شہر یا قصبے کے حصّے مقرّر کر دئے جاتے ہیں ہر حصّہ کی طرف سے جتنے لوگ ممبر بننا چاہتے ہیں - ایک پرچی میں اُن کا نام درج کرکے پرچیاں اُن تمام لوگوں میں تقسیم کر دی جاتی ہیں جو رائے دینے کا حق رکھتے ہیں - پھر ایک دن اور وقت مقرّر کرکے شہر کے ہر ایک حلقہ کی پرچیاں لینے کو ایک حاکم بیٹھ جاتا ہے - رائے

دینے والا جس کا نام پسند کرتا ہے۔ اُس پر حاکم × نشان کر کے بکس میں ڈال دیتا ہے۔ اور آخر میں پرچیاں گن لی جاتی ہیں۔ جس کی پرچیاں زیادہ ہوں۔ وُہی ممبر ہو جاتا ہے اس کے بعد سرکار ایک چوتھائی ممبر اپنی مرضی سے مقرر کر دیتی ہے۔ بس اب کمیٹی پوری ہو گئی۔ جو تین سال تک کام کرتی رہتی ہے ؛

۵ - اسی کمیٹی کے سپرد شہر کی صحت و صفائی مرگھٹ اور قبرستانوں کا انتظام ہوتا ہے۔ یہی نئے مکانوں کے نقشے دیکھ کر بننے کی اجازت دیتی تندرستی کے لئے شفا خانے قائم کرتی اور بیماری کے دنوں میں کونین وغیرہ مفید دوائیں اور صفائی کے لئے فنائل مفت بانٹتی ہے۔ بلکہ بڑی بڑی کمیٹیاں تو اپنے شہر کے لئے ابتدائی تعلیم کے مدرسے بھی کھول رہی ہیں ؛

۶ - ان اخراجات کے لئے جس قدر روپئے کی ضرورت پڑتی ہے وُہ روپیہ شہر میں داخل ہونے

والے مال پر چُنگی لگا کر اور بعض دُوسری مدّوں سے وُصُول کیا جاتا ہے۔ مگر کمیٹی جو تجویز کرتی ہے۔ پہلے سرکار سے اُس کی منظوری لے لیتی ہے +

۷۔ ہر ایک بالغ شخص جو انٹرنس پاس یا کسی مکان کا مالک ہو یا دو روپے ماہوار کرایہ کے مکان میں رہتا ہو یا بیس پچّیس روپے مہینہ کماتا ہو۔ رائے دینے کا حق رکھتا ہے اور جو زیادہ تعلیم یا جائداد رکھتا ہو یا سرکاری ٹیکس دیتا ہو۔ ممبری کا اُمیّد وار بھی ہو سکتا ہے +

سوالات

۱ "میونسپل کمیٹی" اور "مشتہرہ رقبہ" میں کیا فرق ہے؟

۲ "میونسپل کمیٹی روپیہ کہاں سے لیتی ہے اور کس کس کام پر خرچ کرتی ہے؟

۳ رائے دینے کا حق کن لوگوں کو حاصل ہے۔ اور ممبر بننے کا کن کو؟

دانا حاکم

چین امیرانہ ٹھاٹھ آمد و رفت
زنان خانہ تہمت گردن اُڑا دینا

۱ - ایک شخص سیر و سفر کرتا ہوا چین کے کسی بڑے شہر کو جا رہا تھا - اتفاقاً راستے میں ہی اُس کی ملاقات اُسی مُلک کے ایک امیر کے ساتھ ہو گئی اور وُہی امیر اپنا مہمان بنا کر مسافر کو مکان پر لے گیا اور خُوب امیرانہ ٹھاٹھ سے خاطر تواضع کرنے لگا +

۲ - مسافر امیر کے اِس سلُوک سے نہایت شکر گزار ہوا - چنانچہ اُس نے اُسے بڑا آدمی سمجھ کر اپنا جواہرات سے بھرا ہوا ایک صندوقچہ اُسی کو بطورِ امانت رکھنے کے لئے دے کر کہا - "اِس مردانہ کمرے میں تو نوکر چاکر اور غیر آدمیوں کی ہر وقت آمد و رفت لگی رہتی ہے - اِس لئے بہتر

ہے کہ اسے آپ احتیاط سے زنان خانے میں رکھوا دیں - جب میں جاؤں گا - واپس لے لُونگا"۔

۳ - امیر نے مہمان کا صندوقچہ گھر میں لے جاکر بیوی کے حوالے کر دیا مگر چند روز کے بعد جب مسافر نے چلنے کا ارادہ کر کے امیر سے اپنا صندوقچہ مانگا - تو امیر نے بگڑ کر جواب دیا - "واہ صاحب واہ! اتنے روز تم میرے یہاں مہمان رہے - اور ہر طرح تمہاری خاطر تواضع کی گئی - کیا یہ اسی کا بدلہ ہے کہ جاتی دفعہ چوری کی تہمت لگاتے ہو؟ بھلا تم نے مجھے جواہرات کا صندوقچہ کب اور کس کے سامنے دیا تھا"؟

۴ - مسافر امیر کا یہ جواب سن کر سخت پریشان ہُوا - کہ اب کرے تو کیا کرے؟ آخر بیچارہ شہر کے حاکم کے پاس فریادی گیا - جو انصاف کرنے میں بہت مشہور تھا۔

۵ - مسافر نے حاکم کو کل حال سنا کر کہا -

اُس معاملہ میں خُدا کے سِوا میرا کوئی گواہ نہیں۔ البتّہ صندُوقچے کی چابی میرے پاس مَوجُود ہے"۔

۶۔ حاکِم نے سب حالات سُن کر ایک سِپاہی کو حُکم دِیا۔کہ" امیر کو اِسی وقت اپنے ساتھ یہاں لے آؤ۔ اور سبب پُوچھے۔ تو کہہ دینا۔کہ صِرف مُلاقات کو بُلایا ہے"۔ چُنانچہ تھوڑی دیر میں امیر حاضِر ہوگیا۔ جِسے حاکم نے اپنے پاس بِٹھا کر کہا۔" مِہربانی فرما کے اِسی وقت اپنی بیوی کے نام اِس مضمُون کا خط لِکھ ڈالیئے۔کہ" ہمارا بھید ظاہر ہوگیا ہے۔ مَیں اِس وقت حاکِم کی عدالت میں بَیٹھا ہُوں۔ خَیر اِسی میں ہے کہ مُسافِر کے جواہرات والا صندُوقچہ فوراً اِس آدمی کے ہاتھ روانہ کر دو۔ ورنہ مَیں مارا جاؤُنگا"۔

۷۔ امیر یہ سُن کر پہلے تو بہت بِگڑا۔کہ مجھ پر یہ جھُوٹا اِلزام لگایا جاتا ہے۔مَیں نے ہرگز کوئی صندُوقچہ نہیں لیا"۔لیکن حاکِم نے کہا۔" گھبراؤ نہیں۔ اگر تُمہارے ہاں صندُوقچہ

نہ ہوگا - تو جواب اُلٹا آ جائیگا - لکھ دینے میں تُمہارا کیا ہرج ہے؟ اِس پر بھی نہ لکھو گے تو مَیں مُجرم سمجھ کر ابھی تُمہاری گردن اُڑا دُونگا یہ سُن کر امیر نے چار ناچار جان کے خوف سے حاکم کا بتایا ہُوا مضمُون لکھ دِیا ٭

۹ - اِس ترکیب سے تھوڑی دیر بعد سپاہی امیر کے گھر سے صندُوقچہ لے آیا - حاکِم نے مُسافِر سے جواہرات کی تعداد پہلے ہی معلُوم کر لی تھی - کھول کر دیکھا تو سب کُچھ مَوجُود تھا - آخر صندُوقچہ مُسافِر کے حوالے ہُوا - اَور امیر کو پانچ سال قَید کی سزا ہوگئی ٭

سوالات

۱ - امیر نے مُسافِر سے کیا سلُوک کیا؟
۲ - حاکِم نے امیر سے صندُوقچہ کِس طرح نِکلوایا؟
۳ - بد دیانتی کیسی ہے؟

شفق

شفق | لالہ زار | ڈھنگ
کرامات | باڑ | نیلگوں

۱۔ شفق پھوٹنے کی تو دیکھو بہار — ہوا میں کھلا ہے عجب لالہ زار
۲۔ ہوئی شام بادل بدلتے ہیں رنگ — جنہیں دیکھ کر عقل ہوتی ہے دنگ
۳۔ نیا رنگ ہے اور نیا روپ ہے — ہر اک روپ میں جلوہ گر دھوپ ہے
۴۔ ذرا دیر میں رنگ بدلے کئی — بنفشی و نارنجی و چمپئی
۵۔ یہ کیا بھید ہے کیا کرامات ہے — ہر اک رنگ میں اک نئی بات ہے
۶۔ ہے مغرب میں یہ بادلوں کی جو باڑ — یہ ہیں سونے چاندی کے گویا پہاڑ
۷۔ فلک نیلگوں اس پہ سرخی کی لاگ — ہرے بن میں گویا لگا دی ہے آگ
۸۔ اب آثار ظاہر ہوئے رات کے — کہ پردے چھٹے لال بانات کے

سوالات

۱۔ شفق پھوٹنے سے کیا مراد ہے؟

۲۔ شعر نمبر ۲ کا مطلب بیان کرو؟

۳۔ شفق آسمان پر کس وقت پھوٹتی ہے؟

نیت کا اثر

وقف — لبریز — تلخی

شیریں — کافور ہونا — نسلاً بعد نسلٍ

۱- ایک بادشاہ کسی دن شکار کرتے ہوئے ساتھیوں سے الگ ہو گیا۔ چونکہ پیاس لگ رہی تھی۔ پانی کی تلاش کرنے لگا مگر جنگل میں پانی کہاں ملتا؟ لیکن خوش قسمتی سے تھوڑی ہی دیر بعد اُسے اناروں کا ایک باغ نظر آگیا جسے دیکھتے ہی بادشاہ باغ باغ ہو گیا اور وہ گھوڑے پر سوار سیدھا باغ میں جا داخل ہوا۔

۲- یہ باغ مسافروں کے آرام کے لئے سرکار کی طرف سے وقف ہو چکا تھا۔ جو کوئی مسافر جاتا۔ باغ والے اُس کی ضرورت کے مطابق کھانا کھلا دیتے یا پانی پلا دیتے۔

۳ - بادشاہ نے گھوڑا درخت سے باندھ کر مالی سے پانی مانگا - تو اُس نے فوراً ایک ہاتھ میں پیالہ اور دُوسرے میں ایک پُختہ انار لے کر بادشاہ کے سامنے رکھ دیا۔ اور انار کو توڑ کے اُس کے دانے ایک کپڑے میں رکھ کر پیالہ بادشاہ کے ہاتھ میں دبدیا۔ جس کے نچوڑنے سے چند لمحے میں پیالہ سرد اور شیریں شربت سے لبریز ہوگیا۔ اور اُس کے پینے سے بادشاہ کی پیاس اور سفر کی تلخی سب کافور ہوگئی +

۴ - بادشاہ نے تھوڑی دیر ٹھیر کر مالی سے پُوچھا" اِس باغ کا مالیہ کیا ہے"؟ مالی نے کہا - "جناب! یہ باغ عرصہ سے وقف چلا آتا ہے - کوئی مُسافِر آ نِکلتا ہے تو ہم لوگ خِدمت کر دیتے اور بادشاہ کو دُعائیں دیتے رہتے ہیں" بادشاہ نے سوچا۔ کہ زمیندار لوگ یُوں بھی تو آنے جانے

والوں کی خِدمت کرتے ہی رہتے ہیں - اِس کام کے لئے وقف کی کیا ضرورت تھی - اور یہاں مُسافِر بھی کِتنے آتے ہونگے ؟ یہ ہمارے بُزرگوں کی بے پرواہی ہے کہ اُنھوں نے ایسا عُمدہ باغ یُونہی مُعاف کر دِیا - اِس پر ضرور کُچھ نہ کُچھ محصُول لگنا چاہیئے"۔

۵ - تھوڑی دیر میں جب بادشاہ نے چلنے کا اِرادہ کِیا - تو فرمایا - "ایک پیالہ اور بھی لاؤ"۔ مالی اُسی وقت پیالہ اور انار لے آیا - مگر اَبکے ایک چھوڑ دو اناروں سے بھی پیالہ نہ بھرا - یہ کیفیّت دیکھ کر مالی کے چہرہ کا رنگ فق ہوگیا - بادشاہ نے پُوچھا - "اَبکے اناروں کو کیا ہو گیا ؟ اور تُمہارے چہرے کا رنگ کیوں بدل رہا ہے ؟" مالی نے عرض کی "آج کے سِوا ایک پیالے کے لئے دُوسرا انار کبھی نہیں آیا - اِس لئے میں حیران ہُوں - کہ یہ ماجرا کیا ہے ؟ ہو نہ ہو یا تو میری نیّت

ہیں کوئی فرق آیا ہے - یا بادشاہ کی نیّت بگڑی ہے" ٭

۶ - یہ سُن کر بادشاہ نے محصُول لگانے کا ارادہ بدل کر فیصلہ کر لیا - کہ "ایسے جنگل میں یہ کارِ خیر جاری ہی رہنا مُناسب ہے" - چنانچہ اس کے بعد پھر جو انار نچوڑا گیا تو پیالہ بدستور ایک ہی انار کے پانی سے لبالب ہوگیا - جس پر بادشاہ نے مالی سے فرمانِ مُعافی منگا کر اُس پر "نسلاً بعد نسلٍ" کے الفاظ اپنی طرف سے بڑھا دئے - اور اِسے یقین آگیا - کہ واقعی حاکم کی نیّت کا رِعایا کے جان و مال پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے ٭

سوالات

۱ - حاکم کی نیّت کا رِعایا کے جان و مال پر کس طرح اثر ہوتا ہے؟

۲ - ایک انار سے پیالہ بھرنے کی بجائے دو سے بھی کیوں نہ بھرا؟

۳ - بادشاہ نے مالی سے کیا ہدایت حاصل کی؟

گل دار سواریاں

رائج | اِحتیاط | سائیڈ کار
حرکت | مُعزّز | لاری

۱- انگریزوں سے پہلے اِس مُلک میں سیر و سفر کے لئے اِکّہ - بگھی - رتھ اور رفینس آرام و عزّت کی سواریاں سمجھی جاتی تھیں - جن میں سے اب زمانے نے اِکّوں اور رتھوں کو تو بالکل چھوڑ دیا - اِن کی جگہ ٹمٹموں اور ٹانگوں نے لے لی اور رفینسیں بھی کہیں ریاستوں میں ہی دِکھائی دیتی ہیں ؛

۲- بگھی نے بھی کئی رنگ بدلے - ویگنٹ وکٹوریہ اور لینڈو نئے سے نئے وضع کی نِکل رہی ہیں - مگر نئے کل دار سواریوں نے سب کو پرے بٹھا دیا ہے اور اب یہی دِن بدن

ترقّی کرتی چلی جاتی ہیں ؞

۳ - **بائیسکل** - یہ سواری انگریزوں کے ساتھ آئی ہے - جن لوگوں کو اس پر چڑھنے کی مشق ہو جاتی ہے یہ اُن کے لئے ایک اچھی کم خرچ سواری ہے - بائیسکل پہلے تو صرف انگریزوں اور معزّز ہندوستانیوں میں ہی رائج تھی - مگر اب تو سرکاری ضرورتوں کے لئے بڑے بڑے شہروں میں تار پہنچانے والے چپراسیوں اور چٹّھی رسانوں تک کو بھی مِل گئی ہیں ؞

۴ - بائیسکل صرف پاؤں کی حرکت سے چلتی ہے - احتیاط سے رکھّی جائے - تو مرمّت میں تین چار روپئے مہینے سے زیادہ خرچ نہیں ہوتے - بائیسکل کی عام چال تقریباً پندرہ میل فی گھنٹہ ہوتی ہے ؞

۵ - **موٹر سائیکل** - اعلےٰ لوگوں میں عام بائیسکلوں کی جگہ اب موٹر سائیکلوں کا رواج

بڑھ رہا ہے - جو عام سائیکلوں سے بہت قیمتی اور معزز سمجھی جاتی ہیں - یہ پٹرول کے ذریعہ چلتی ہیں - چالیس پچاس روپے ماہوار خرچ آ جاتا ہے - اور رفتار چالیس میل فی گھنٹہ سے کم نہیں ہوتی - سوار کو پاؤں کی حرکت نہیں کرنی پڑتی - موٹر سائیکل کے ساتھ ایک چھوٹی "سائڈ کار" بھی لگا دیتے ہیں - جس پر ایک اور آدمی بآرام بیٹھ جاتا ہے ۔

۶ - موٹر کار اور موٹر لاری - سب سے بڑھیا عزّت کی سواری اس وقت موٹر کار سمجھی جاتی ہے - فٹن کی طرح اس کے بھی چار پہیّے ہوتے ہیں - اگلے حصّے میں پٹرول اور بجلی سے چلانے کا انجن پوشیدہ ہوتا ہے اُس کے پاس شوفر یا چلانے والے کی بیٹھک اور اُس کے پیچھے دو بیٹھکیں سواریوں کے لئے - موٹر کار میں تین یا

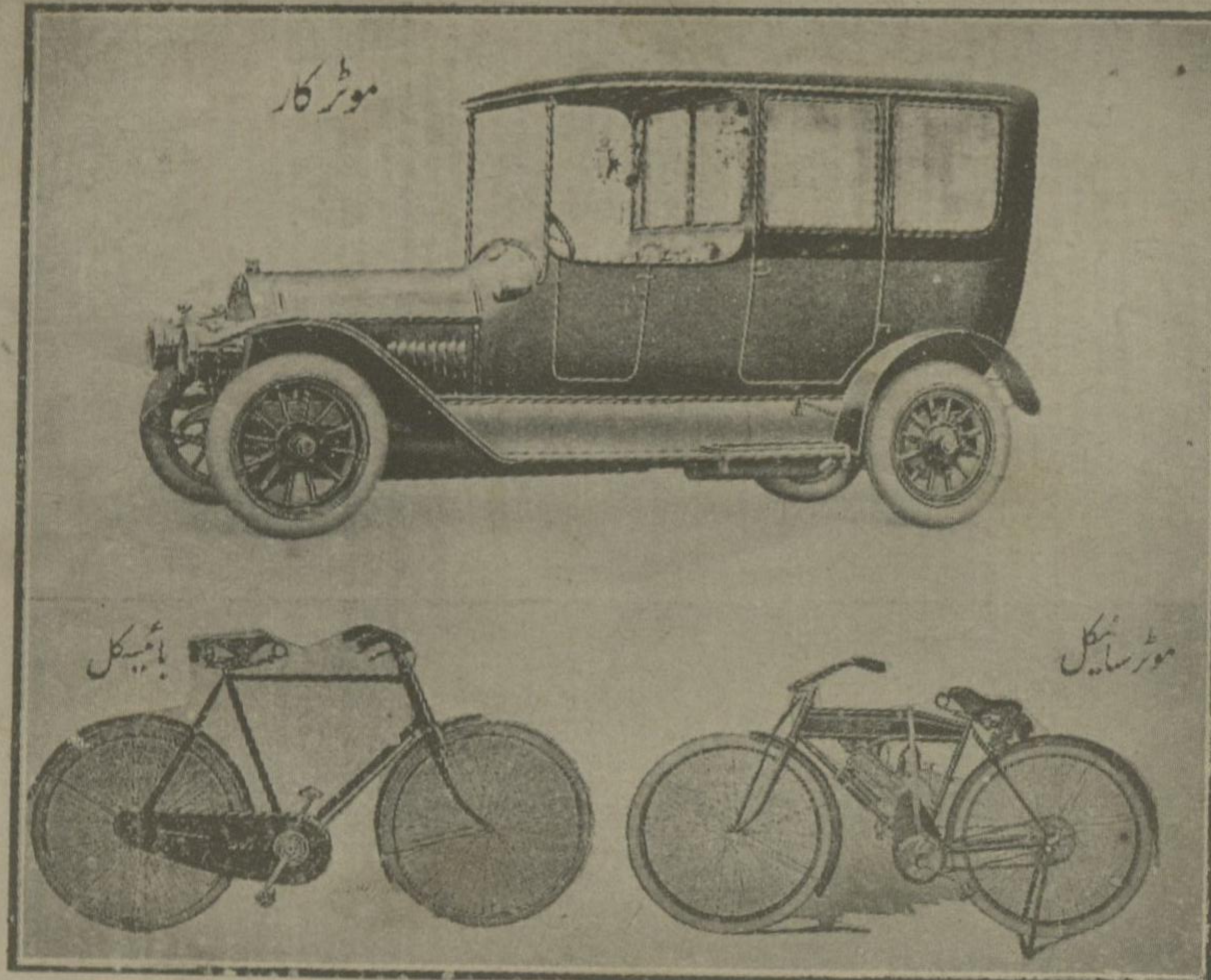
پانچ آدمی بآرام بیٹھ سکتے ہیں - اِس کی چال چالیس پچاس میل فی گھنٹہ سمجھ لو - یہ سواریاں انگریز یا ہندوستانی امیر رکھتے ہیں - کرایہ پر بھی چلتی ہیں - عام طور پر دو روپے فی گھنٹہ کرایہ مقرر ہے ٭

۷ - موٹر لاری بھی موٹر کار کی طرح ہے مگر اِس میں بہت سی سواریوں کے لئے بیٹھکیں ہوتی ہیں - یہ عموماً زیادہ فاصلہ کے مسافروں کو کرایہ پر لاتی اور لے جاتی ہیں - جیسا کہ لاہور سے شرقپور - کانہ کاچھ - اور بعض اوقات لاہور و گوجرانوالہ اور لاہور و امرتسر کے درمیان بھی لاریاں چلتی ہیں - ایسا ہی دوسرے شہروں کے بھی قریبی مقامات تک چل رہی ہیں - راولپنڈی سے سری نگر اور جموں سے سری نگر کشمیر تک بھی تقریباً دو سو میل میں ہی موٹر لاریاں اور موٹر کاریں چلتی ہیں ٭

۸ - یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ کالکا سے شملہ تک چونکہ چڑھائی اُترائی بہت ہے اور ریل کی بڑی گاڑیوں میں سفر کرنا خطرناک تھا - اِس لئے وہاں ہلکی پھلکی گاڑیوں کی ریل بجلی کے زور سے چلائی جاتی ہے - اِس کی ہلکی گاڑیاں گویا لاریاں ہیں - جنہیں موٹر اِنجن آسانی کے ساتھ گھسیٹ کر لے جاتا ہے - اور اِس طرح سے یہ سفر بڑے آرام اور لُطف سے کٹ جاتا ہے - اِس کے سِوا ایک ٹرین خالص موٹر کی بھی چلائی جاتی ہے -

سوالات

۱ - سائیکل اور موٹر سائیکل کیسی سواریاں ہیں ؟
۲ - موٹر اور لاری کے مُتعلّق تمہیں کیا معلوم ہے ؟
۳ - کالکا سے شملہ تک کِس قِسم کی ریل ہے ؟


موٹر کار
موٹر سائیکل
بائیسکل

ایک دُرویش اَور لُٹیرا

نفرت — تعرِیف — مُستحق

۱- ایک دُرویش کِسی جنگل میں یادِ خدا کیا کرتا اور خُدا کی بندگی سے جِتنا وقت بچتا - اُس میں مُسافِروں کی خِدمت بجا لاتا - یا آس پاس کے گاؤں میں جو لوگ بیمار ہوتے - اُن کی دوا دارُو کیا کرتا تھا - اِس سے تمام لوگ اُسے اچھّا سمجھتے اَور جب اُس کا ذِکر آتا - ادب سے نام لیا کرتے +

۲- اُسی جنگل کے قرِیب ایک لُٹیرا بھی رہا کرتا تھا - جس کے پاس لوگوں کو لُوٹ کھسُوٹ کر خاصی دَولت جمع ہو گئی تھی - مگر سب لوگ اُس کے نام سے نفرت کرتے اور ہمیشہ بُرائی سے یاد کیا کرتے تھے +

۳- ایک دِن لُٹیرے کو خیال آیا کہ دَولت رکھنے پر بھی لوگ میرا نام کیوں نفرت سے لیتے

اور درویش کو مفلس سمجھ کر بھی اس کی کیوں عزّت کرتے ہیں؟ بہتر ہے کہ میں بھی درویش سے ہی اس کی کوئی تدبیر پوچھوں *

۴۔ ٹٹیرے نے درویش کے پاس جاکر کہا "جس کام سے آپ ہر دلعزیز بن رہے ہیں۔ وہ راستہ مجھے بھی بتائیے ۔ تاکہ میں بھی اس پر چلوں *

۵۔ یہ سن کر درویش نے ٹٹیرے کی پیٹھ پر تین بھاری پتھّر باندھ دیئے اور فرمایا "چلو! میں اس پہاڑی پر چل کر تمہیں راستہ بتاؤں گا۔" یہ پتھّر اتنے بھاری تھے کہ ان کے بوجھ سے ٹٹیرا اُٹھ نہ سکتا تھا۔ اس نے کہا "میں اتنا بوجھ اُٹھا کر کیوں کر چل سکتا ہوں"؟ اس پر درویش نے ایک پتھّر الگ کر دیا۔ مگر ٹٹیرے سے اب بھی اُٹھا نہ گیا۔ پھر درویش نے دوسرا پتھّر بھی علیحدہ کر دیا۔ جس سے ٹٹیرے کا بوجھ کچھ ہلکا تو ضرور ہو گیا۔ مگر چلنے کے قابل اب بھی نہ تھا۔ آخر درویش نے تیسرا پتھّر بھی کھول دیا۔



درویش لٹیرے کو تین پتھر باندھے پہاڑی
پر چڑھنے کو کہ رہا ہے ÷

اَور لُٹیرا بھی دَرویش کے ساتھ پہاڑی کی چوٹی پر جا پُہنچا ۔

۶ - دَرویش نے پہاڑی پر پُہنچ کر لُٹیرے سے کہا ۔ "دیکھو ! جس طرح یہ تینوں بوجھل پتّھر تُمہیں اِس بلندی پر پُہنچنے نہ دیتے تھے ۔ اِسی طرح تُمہاری پیٹھ پر ناجائز دَولت و حشمت کا بھاری بوجھ ہے جب تک اِسے مُستحِقوں کو واپس نہ کروگے ۔ خُدا کے راستہ کی بُلندی پر نہ چڑھ سکوگے ۔"

۷ - لُٹیرے کے دِل پر اثر تو ہو ہی چُکا تھا ۔ اُس نے جن لوگوں کو لُوٹ کر دَولت جمع کی تھی ۔ اُن میں سے جو شخص مِل سکا اُس کا مال واپس کر دِیا ۔ اَور ڈاکے کے لِئے جو نَوکر چاکر رکھے تھے ۔ اُنہیں بھی رُخصت کر کے دَرویش کی طرح مخلُوق کی خِدمت کرنے لگا تو خُدا نے بھی قبُول فرما لِیا اَور لوگ بھی اِس کا ذِکر تعرِیف کے ساتھ کرنے لگے ۔

سوالات

۱ - دَرویش کیوں نیک نام تھا ؟
۲ - دَرویش کی بات کا لُٹیرے پر کیا اَثر ہُوا ؟
۳ - نیک نامی دَولت سے ہے یا نیک چلنی سے ؟

رامائن

مُصنِّف اَوتار ولیعہد تقریب
قَول کُٹیا چراغاں

۱۔ پُرانے ہندو مُصنِّفوں میں وال میک جی ایک مشہور عالِم گزرے ہیں۔اِنھی کی تصنیف سے 'رامائن' ایک کتاب ہے۔جس میں اُنھوں نے ہندوستان میں آریوں کے آنے کے علاوہ رامچندر جی کا پُورا پُورا حال لکھا ہے۔کیونکہ رامچندر جی راجہ ہونے کے ساتھ ہندوؤں میں اَوتار بھی مانے جاتے ہیں +

۲۔ اُس زمانہ میں اودھ کے مُلک میں اَجودھیا ایک بڑی ریاست تھی۔اس کے راجہ کا نام "دشرتھ" تھا۔اِن کی تین رانیاں اور چار بیٹے تھے۔اُن میں رامچندر جی اور لچھمن جی ایک رانی سے تھے اور بھرت دوسری رانی سے۔یُوں تو سب بھائی

لائق تھے - مگر رامچندر جی اُن میں بڑے بھی تھے اور سب سے زیادہ قابل بھی تھے - اِس لئے وُہی ولی عہد بھی سمجھے جاتے تھے +

۳ - جوان ہونے پر رامچندر جی کی شادی راجہ جنک کی بیٹی سیتا سے ہوئی - تو دشرتھ نے چاہا - کہ راج پاٹھ بھی اِنہی کے حوالے کر کے باقی دِن یادِ الٰہی میں بسر کریں - چنانچہ اِس تقریب سے جلسے ہو رہے تھے اور رعایا برایا خوشیاں منا رہی تھی کہ اچانک بھرت کی ماں کیکئی نے راجہ سے کہا - "مُدّت ہوئی آپ مجھے کہہ چکے ہیں کہ تیری ایک خواہش کو خواہ وُہ کچھ ہی کیوں نہ ہو میں بے چُون و چرا پُوری کر دُونگا پس میری یہ خواہش ہے کہ رامچندر جی کو تو چودہ برس کے لئے بن باس یعنی جنگل میں رہنے کا حکم دیجئے اور بھرت کو گدّی کا کام سپرد فرمایئے" +

۴ - کیکئی کی یہ درخواست سُن کر دشرتھ مہاراج تو سنّاٹے میں آ گئے - مگر رامچندر جی نے کہا -

"میں باپ کے قول کو جھوٹا نہ ہونے دُونگا۔ چنانچہ یہ کہہ کر اُنھوں نے سیتا رانی اور چھوٹے بھائی لچھمن کو ساتھ لیا اور دریا پار اُتر کر بنوں اور جنگلوں میں گھومنا شروع کیا۔ جہاں جاتے گھاس پھوس کی کوئی جھونپڑی سی بنا کر سیتا کو تو وہاں رکھتے اور خود دِن بھر سیر و شکار کیا کرتے +

۵۔ اِسی سفر میں اُن کا گزر ڈنڈک کے جنگل میں ہُوا اور اِتفاق سے اُنہی دِنوں لنکا کے راجہ راون کی بہن سروپ نکھا کا بھی اِسی جنگل میں آنا ہو گیا۔ یہ رامچندر جی کی صورت و سیرت دیکھتے ہی اِن پر عاشق ہو گئی۔ مگر اِنھوں نے اُسے مُنہ نہ لگایا۔ بلکہ جب اُس نے اِنھیں زیادہ دِق کیا تو لچھمن نے اُس کی ناک بھی کاٹ دی جس کے بعد وہ آگ بگولا ہو کر بھائی کے پاس پہنچی۔ اور اپنا بدلہ لینے کے لئے اُسے سیتا جی کے اُٹھا لانے پر آمادہ کر دیا +

۶۔ رامچندر اور لچھمن جی ایک دِن کسی ہرن

کے پیچھے شکار کو گئے ہوئے تھے۔ اور سیتا جی کُٹیا میں اکیلی رہ گئی تھیں۔ اِسلئے موقع پاکر راون وہاں سے سیتا جی کو اٹھا چلتا بنا۔ رام اور لچھمن شکار سے واپس ہوئے۔ تو سیتا کو نہ پاکر سخت گھبرائے۔ آخر تلاش کرتے کرتے بڑی مشکل سے معلوم ہوا۔ کہ اُنہیں لنکا کا راجہ راون اُٹھا کر لے گیا ہے +

۷۔ رامچندر جی نے مدراس کے راجہ اور اُس کے سپہ سالار ہنومان کو قصّہ سُنایا اور اُنہی کی فوج کو ساتھ لے کر راون پر چڑھائی کردی۔ کئی روز لڑائی ہوتی رہی آخر سچّائی کی فتح ہوئی راون اپنے حمائتیوں سمیت مارا گیا۔ اور رامچندر جی سیتا جی کو لے کر راون کے چھوٹے بھائی بھبیکش کو لنکا کا راج دے کر چلے آئے۔ اِسی جنگ کی یادگار میں ہندو ہر سال دسہرہ کا تیوہار مناتے ہیں دسہرہ سے مُراد راون ہے۔ جو دس علم جانتا تھا +

۸۔ اِدھر تو رامچندر جی اِس مصیبت میں مبتلا

تھے ۔ اُدھر اجُودھیا میں بُوڑھے دشرتھ مہاراج
فوت ہو گئے ۔ وزیروں امیروں کے مشورہ سے
بھرت نے خُود ڈنڈک کے جنگل میں حاضر ہو کر
رامچندر جی سے اجُودھیا چلنے اور راج سنبھالنے
کی درخواست کی ۔ مگر رامچندر جی نے کہا "جب
تک باپ کی مُقرّر کی ہُوئی مُدّت نہ گُزر جائیگی
میں اجُودھیا نہ جاؤُنگا ۔ پس اِتنے عرصہ تک تُم
ہی میری طرف سے راج کرو" ۔ چُنانچہ بھرت اُن
کے واپس آنے تک گدّی پر رامچندر جی کی
کھڑاویں رکھ کر کام کرتا رہا ÷

۹ ۔ رامچندر جی چودہ برس گُزار کر اور لنکا
فتح کر کے جب اجُودھیا واپس ہُوئے تو بھرت
نے شہر میں چراغاں کرائی اور خُود کئی منزِل تک
آگے جا کر اِستقبال کیا ÷

سوالات

۱ ۔ رامچندر جی کے والد کا نام کیا تھا اور وُہ کہاں کے راجہ تھے ؟
۲ ۔ رامچندر جی کو کیوں بن باس مِلا اور کیا واقعہ ہُوا ؟
پیرا نمبر ۷ بطورِ اِملا لِکھایا جائے ؟

دارا اور چراگاہ کا داروغہ

کام تمام کرنا   شِشت
تار باندھنا   تمیز   عادت

۱- دارا ایران کا مشہور بادشاہ گزرا ہے کہتے ہیں۔ ایک دفعہ یہ شکار کرتے ہوئے ہمراہیوں سے دُور نِکل گیا اور جب دھوپ میں چلنے اور شِکار نہ مِلنے سے اسے تکان اور پیاس نے مجبور کر دِیا۔ تو گھوڑے سے اُتر کر کسی درخت کے سائے میں کھڑا ہو گیا اور اُس کی باگ ڈور ایک جھاڑی سے اٹکا کر ساتھیوں کا اِنتظار کرنے لگا÷

۲-اِتنے میں دُور سے بادشاہ کو ایک آدمی نظر آیا- جو اُس کی طرف نہایت تیزی سے دَوڑتا ہُوا آ رہا تھا-اِسے دیکھ کر بادشاہ کے دِل میں وہم گزرا کہ ہو نہ ہو! یہ ضرور کوئی

ڈاکو ہے۔ جو تاج اور کلغی کے لالچ سے مجھے
قتل کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ پس اس وقت
یہی تدبیر مناسب ہے کہ مَیں اس کے پہنچنے سے
پہلے تیر مار کر اس کا کام تمام کر دوں ٭

۳۔ یہ خیال کرتے ہی دارا نے کمان ہاتھ
میں لے چلّے پر ایک تیر چڑھا دیا اور شست
لگا کر نشانہ مارنے ہی کو تھا کہ دوڑنے والے
نے سلام و دُعا کا تار باندھ دیا۔ یہ آواز
دارا کے کان میں بھی پہنچی اور اُس نے اُسی وقت
تیر و کمان ہاتھ سے رکھ دیا ٭

۴۔ دوڑنے والے نے پاس پہنچ کر سلام کیا
تو دارا کا پہلا سوال یہ تھا ''کہ تم کون ہو؟''
اُس نے کہا۔ ''مَیں سرکاری چراگاہ کا داروغہ
ہوں۔ اور دُور سے حضور کی مبارک صورت دیکھ
کر اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ جو خدمت مجھ
سے ہو سکے بجا لاؤں'' ٭

۵۔ دارا نے کہا۔ ''تم نے اچھے وقت پر

آواز دے دی - ورنہ میں تو تمہیں ڈاکو سمجھ کے تیر مارنے ہی کو تھا"۔

۶ - داروغہ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی -

"خداوندِ نعمت! مجھے اِس چراگاہ میں آئے ہوئے صِرف ایک ہی سال گذرا ہے مگر سرکار کے ایک ہزار گھوڑے جو میرے پاس ہیں میں اُن میں سے ہر ایک کی صُورت و عادت جانتا ہوں - لیکن افسوس کہ حُضُور بادشاہ ہو کر دوست و دُشمن میں تمیز نہیں فرما سکتے"۔

۷ - دارا یہ سُن کر خاموش ہو گیا مگر کچھ عرصہ بعد جب سکندر کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے اُسی کے دو خاص غُلاموں نے دارا کو قتل کر دیا۔ تو اُن سے مُہلک زخم کھاتے ہوئے اُسے داروغہ کی بات یاد آئی کہ واقعی مجھے دوست دُشمن میں تمیز نہ تھی۔

سوالات

۱ - داروغہ نے دارا سے کیا کہا؟

۲ - دارا کو داروغہ کی بات کب یاد آئی؟

۳ - دوست دُشمن میں تمیز کرنی کیوں ضروری ہے؟

بادل کا پھٹنا

خورشید	کرنیں	ہُن	شجر
کیمیاگر	خورشیدِ فلک		صنعت
آشیانے	بے حواس		نرالی

وہ ہوا نے زور باندھا اور بادل پھٹ گیا
کھل گیا خورشید کا چہرہ کہ پردہ ہٹ گیا
بچھ گیا ہے دھوپ سے سونے کا پتّر ہر طرف
خوب برساتی ہیں کرنیں ہُن زمیں پر ہر طرف
صحن سونے کا ہے چھت سونے کی گھر سونے کے ہیں
پھول پھل پتّے ہیں سونے کے شجر سونے کے ہیں
کیمیاگر ہے مگر عالم میں خورشیدِ فلک
جس کی صنعت سے پہاڑوں میں ہے سونے کی چمک
مختلف چڑیاں اڑیں کوّے اڑے چیلیں اڑیں

اپنے اپنے آشیانے سے ابابیلیں اُڑیں
بھوک سے ہیں سب پرندے اور چرندے بےحواس
ڈھونڈتا ہے کوئی کیڑے کوئی پھل اور کوئی گھاس
ہے نرالی سب سے خرگوشوں کے چلنے کی ادا
کیا بھلی معلوم ہوتی ہے اُچھلنے کی ادا
سبز میدانوں میں پھرتے ہیں ہرن چرتے ہوئے
دیکھ لیتے ہیں مگر چاروں طرف ڈرتے ہوئے

(شوق قدوائی)

سوالات

۱ - بادل پھٹنے کے بعد کیا کیا ہوتا ہے ؟

۲ - شاعر نے سورج کی روشنی کو کس چیز سے تشبیہ دی ہے ؟

۳ - سورج کو کیمیا گر کیوں بتایا ہے ؟

شاندار سینگ اور پتلی ٹانگیں

آئینہ　　شاندار　　بانکا ترچھا

غمگین　　غرور

۱۔ ایک بارہ سنگا ندی پر پانی پینے گیا تو ندی کے صاف پانی میں اُسے آئینہ کی طرح اپنی شکل بھی نظر آگئی۔ جس میں وہ اپنے شاندار سینگوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ کہ انہوں نے مجھے کیسا بانکا ترچھا بنا دیا ہے۔ جنگل بھر میں کسی جانور کے بھی تو ایسے خوبصورت سینگ نہیں ہیں ٭

۲۔ بارہ سنگا ابھی اپنے سینگوں کو دیکھ کر خوش ہو ہی رہا تھا کہ اُس کی نظر اپنی ٹانگوں پر بھی جا پڑی۔ جنہیں پتلی پتلی اور سوکھی

ہوئی دیکھ کر یہ غمگین ہو گیا۔ کہ جہاں یہ شاندار سینگ میری خوبصورتی بڑھا رہے ہیں وہاں یہ بد صورت ٹانگیں اس خوبصورتی میں داغ لگا رہی ہیں ٭

۳۔ بارہ سنگا اسی سوچ میں تھا کہ اس نے دو تین شکاری کتوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ جنہیں دیکھتے ہی یہ زقند لگاتا ہوا بھاگ نکلا۔ گو کتے بھی پورے زور سے لپکے لیکن یہ اپنی پتلی پتلی ٹانگوں سے ایسا ہوا ہوا۔ کہ آن کی آن میں ان کی نظر سے غائب ہو گیا۔ مگر کتے پھر بھی اس کی بو پر دوڑتے رہے ٭

۴۔ کچھ دور جا کر جب بارہ سنگے کو جھاڑیوں میں سے ہو کر نکلنا پڑا۔ تو اس بیچارے کے شاندار سینگ جھاڑیوں میں الجھ گئے۔ اور گو اس نے نکلنے کی کوشش کی۔ مگر سینگ جھاڑیوں میں ایسی بری طرح پھنس چکے

تھے کہ نکل نہ سکے - اِتنے میں کُتّوں نے بھی بارہ سنگے کو آ لیا - جن کے پیچھے شکاری بھی آن پہنچا - اور اُس نے بارہ سنگے کو پکڑ کر رسّی سے باندھ لیا +

۵ - اب گرفتار ہو کر بارہ سنگے کو خیال آیا کہ ہائے افسوس ! جس چیز کو میں نے بد شکل سمجھا تھا - وُہی میرے بچاؤ کا ذریعہ تھی - اور جن خوبصورت سینگوں پر مجھے غرور تھا - وُہی میری گرفتاری کا باعث ہُوئے +

سوالات

۱ - بارہ سنگے نے اپنے سینگوں کو دیکھ کر کیا سوچا ؟
۲ - شکاری کُتّوں سے اُسے کونسی چیز بچا کر لے گئی ؟
۳ - بارہ سنگا کس طرح گرفتار ہُوا ؟



حقیقی خیرات

حقیقی بھکاری اقرار کنگلا

۱- کلکتہ میں ایک لڑکا بھیک مانگتا ہُوا بابُو وِدّیا ساگر کے سامنے آ نِکلا ۔ بابُو صاحب نے دریافت کِیا۔ "لڑکے! پَیسہ لے کر کیا کریگا"؟ بھکاری نے جواب دِیا۔ "حضُور! پیَسے کے چنے لے لُونگا"۔ اِس پر بابُو جی نے کہا۔ "اگر ایک آنہ دے دیں تو؟" لڑکے نے کہا۔ "حضُور! میری ایک بُوڑھی اور اندھی ماں ہے ایک آنہ مِل جائے تو تین پیسے کی روٹی اُسے کِھلا دُونگا ۔ اور ایک پیسے کے چنے خُود چبا لُونگا"۔ بابُو جی بولے۔ "اچھّا اگر چوّنی دے دیں تو؟" لڑکے نے کہا۔ "پانچ پیسے میں اپنا اور ماتا کا پیٹ پالُونگا ۔ ایک پیسے کے صابن سے کپڑے دھو لُونگا ۔ ڈھائی آنے کے چنے اُبال کر بیچتا

پھِرُونگا۔" بابُوجی نے کہا۔ اگر ایک روپیہ دیدیں تو؟" لڑکے نے کہا۔ "بابوجی ٹھٹّھا کیوں کرتے ہو۔ ایک روپیہ مِل جائے تو دو آنے میں آج کا گزارہ کرکے صبح منڈی سے چودہ آنے کے آم لے آؤنگا۔ اُنہیں کو بیچ کر روٹی کماؤنگا اور مانگنا چھوڑ دُونگا۔" بابُوجی نے کہا۔ "اچھّا اِس اِقرار کو یاد رکھنا۔" یہ کہکر اُنہوں نے جیب سے ایک روپیہ نِکال بھکاری کے ہاتھ پر رکھ دِیا +

۲۔ اِس بات کو تِین چار برس گزر گئے بابُوجی یا جِن کے سامنے یہ بات ہُوئی تھی کِسی کو یاد بھی نہ رہا کہ کِسی کو کیا دِیا تھا +

۳۔ ایک دِن بابُوجی چھوٹے بازار میں جا رہے تھے کہ کِسی نے آہستہ سے اُن کے کندھے پر ہاتھ رکھ دِیا۔ بابُوجی نے مڑکر دیکھا۔ تو اُس نے سلام کے بعد عرض کی۔ "براہِ مہربانی دو تِین منٹ کے لِئے سامنے کی دُکان پر تشریف لے چلئے۔" کہنے والے نے یہ فِقرہ اِس محبّت سے کہا

تھا کہ بابُوجی اِنکار نہ کر سکے اور دُکان پر چلے گئے +
۴ - دُکان پر جا کر اُس نے بابُوجی کے سامنے کُچھ پھل وغیرہ پیش کر کے کہا - "بابُوجی! یہ وُہی کنگلا بھکاری ہے جس سے آپ نے ایک روپیہ دے کر بھیک نہ مانگنے کا اِقرار لیا تھا - مَیں نے اُسی روپے سے پہلے آم بیچنے شرُوع کئے - پھر مَوسم گُزرنے پر پھیری سے کتابیں بیچنے لگا اور کُچھ عرصہ بعد یہ دُکان کھول لی - جس میں اب تین ہزار کا مال مَوجُود ہے" +
۵ - بابُوجی یہ قِصّہ سُن کر بہت خُوش ہُوئے اور اُس کی ہِمّت پر دِلی مُبارکباد دی - طالِب عِلمو! یہی حقیقی خیرات ہے - مگر ایسا نتیجہ دینے اور لینے والے دونوں کی نیک نیّتی ہی پر نِکل سکتا ہے +

سوالات

۱ - بھکاری لڑکے اور بابُوجی کے درمیان کیا باتیں ہُوئیں؟
۲ - بھکاری نے کِس طرح ترقّی کی؟
۳ - بھکاری نے بابُوجی کو کس طرح اپنی ترقی دِکھائی؟

صُبحِ بہار

صُبحِ بہار — کش مکش — غُنچہ
شبنم — منظر — نغمے

۱- اللہ! اللہ!! لُطفِ صُبحِ بہار
اِک عجب کش مکش میں ہے گلزار

۲- پھر رہی ہے نسیم اٹھلاتی!
اِس طرف آتی اُس طرف جاتی

۳- کبھی پھولوں کو چھیڑ آتی ہے
کبھی غُنچوں کو مُسکراتی ہے

۴- کبھی شاخوں کو جا ہلا آئی
گُل کا جھُولا کبھی جھلا آئی

۵- سبز پتوں پہ قطرے شبنم کے
نظر آتے ہیں صاف موتی سے

۶- آنکھ ہے کھولتی کلی کوئی
اور کوئی کھِل کے پھول بن بیٹھی

۷- اِبتدا میں وہ باہمی اُلجھاؤ
ایک کا دُوسرے کے ساتھ لگاؤ

۸- پھر وہ کھِلنے کا خُوش نُما منظر
پھیلنا پنکھڑی کا تھم تھم کر

۹- بُلبُلیں چہچہے سُناتی ہیں
چڑیاں آپس میں نغمے گاتی ہیں

۱۰- اَلغرض ہے عجب سماں ہادیؔ
کیا ہو تعریف اُس کی قدرت کی

ہادیؔ

سوالات

۱- شِعر نمبر ۲ کا مطلب بتاؤ؟

۲- شِعر نمبر ۵ کے کیا معنی ہیں؟

۳- شِعر نمبر ۵ چار دفعہ بطورِ اِملا لکھایا جائے؟

سچّی ہمدردی

اطّلاع نمُودار ڈرائیور گارڈ

۱- کسی گاؤں کے باہر جھونپڑی میں ایک غریب بیوہ اپنی نوجوان بیٹی سمیت رہا کرتی تھی - سامنے ریل کی پٹڑی بچھی ہوئی تھی - جس پر روز ریل آیا جایا کرتی تھی - ایک دِن ایسی سخت بارِش ہوئی کہ ریل کی لائن کے نیچے جو پُل بنا تھا - وُہ بارِش کے زور سے بہ گیا ؛

۲- لڑکی نے جھونپڑی سے یہ حالت اُس وقت دیکھی - جب کہ وہاں سے گاڑی کے گزرنے کا وقت قریب تھا - لیکن اِدھر تو شام ہو رہی تھی - اُدھر ریل کا سٹیشن خاصے فاصِلہ پر تھا - جہاں گاڑی کے وقت سے پہلے اِطّلاع نہ ہو سکتی تھی - لڑکی نے ماں

کو پُل کی حالت دِکھا کر پُوچھا۔ "امّاں! اب یہاں گاڑی ٹھہرانے کی کیا تدبیر کی جائے؟"

۳۔ وقت تنگ تھا۔ گھبراہٹ کی وجہ سے ماں بیٹیوں کے خیال میں اِس کے سوا کوئی تدبیر نہ آئی کہ اپنے گھر کا سامان چارپائیاں وغیرہ ریل کی پٹڑی پر رکھ کر اُن میں آگ لگا دیں۔ تاکہ ڈرائیور اندھیرے میں آگ دیکھ کر گاڑی روک لے۔ اور پھر اُسے پُل کے بہ جانے کی اِطلاع کر دی جائے۔

۴۔ چنانچہ بیوہ عورت اور اُس کی لڑکی نے اُسی وقت گھر کا تمام سامان لکڑی اور کپڑے وغیرہ کی قسم سے اُٹھا کر ریل کی لائن پر رکھ دیا۔ اور آگ لگائی ہی تھی۔ کہ ریل بھی آ نمودار ہوئی۔ مگر ڈرائیور نے لائن پر آگ کے شعلے دیکھتے ہی گاڑی کو روک لیا۔ اور اُن عورتوں نے دَوڑ کر گارڈ کو پُل بہ جانے کی اِطلاع دیدی۔ جس پر تمام لوگوں

نے جو گاڑی میں سوار تھے - اِن کی ہمّت کی بڑی داد دی +

۵ - گارڈ نے گاڑی کو پچھلے سٹیشن پر واپس لے جا کر اگلے سٹیشن کو تار دے دیا - کہ اِدھر کوئی گاڑی نہ آنے پائے جس کے بعد صُبح کو پُل کی مرمّت ہو گئی اور گاڑیاں بدستُور چلنے لگیں - محکمۂ ریل کے وُہ افسر جو مَوقع دیکھنے آئے تھے - اِن عَورتوں کی ہمّت وتدبیر سے بہت خُوش ہوئے - اَور چند ہی دِنوں میں ریل والوں کی طرف سے اُن ماں بیٹیوں کو اِس قدر روپیہ اِنعام کے طور پر مِل گیا - کہ اُنھوں نے اپنی باقی عُمر آسودگی کے ساتھ گزار لی +

سوالات

۱ - اگر گاڑی نہ روکی جاتی - تو کیا ہوتا ؟

۲ - عَورتوں کو اپنا سامان جلا کر لوگوں کی جان بچانے کا بدلہ کیا مِلا ؟

۳ - پیرا نمبر ۳ بطور اِملا لکھایا جائے +



غریب عورتیں اپنا سامان جلا کر ریل کو روک رہی ہیں ۔

ڈاک

فیضِ عام ۔ منی آرڈر ۔ ویلیو پے ایبل پارسل ۔ پیکٹ ۔ پلندہ ۔ بیمہ ۔ رجسٹری

۱۔ واہ وا! ڈاک کیا برکت کی چیز ہے ۔ کشمیر سے راس کماری اور کراچی سے دارجیلنگ تک دو پیسے کا کارڈ اور ایک آنے کا لفافہ یہی پہنچاتی ہے ۔ یہی ہمیں دور دور کے دوستوں رشتہ داروں کے حالات سے واقف کرتی اور یہی بیوپاریوں کو تجارتی بھاؤ تاؤ کی چٹھیاں پہنچاتی ہے ⁕

۲ ۔ شہروں اور قصبوں میں جو ڈاک خانے موجود ہیں ۔ انھی سے دیہات میں چٹھی رساں چوتھے دن ڈاک لے جاتا اور لے آتا ہے ۔ تا کہ ہر ایک چھوٹی بڑی بستی اس فیضِ عام سے

فائدہ اُٹھا سکے +

۳ - ڈاک کے ذریعے روپیہ بھی بھیجا جاسکتا ہے - جسے "منی آرڈر" کہتے ہیں - اُس پر ایک روپیہ سینکڑہ فیس لی جاتی ہے +

۴ - چھوٹی اور قیمتی چیزوں کی تجارت کے لئے ویلیو پے ایبل پارسل کا قاعدہ ہے - یعنی اپنے مال کا پارسل یا پیکٹ بنا کر ڈاک خانے کے حوالہ کردو - کہ وہ اتنے دام لے کر فلاں شہر میں فلاں شخص کو دے دیا جائے - ڈاک والے چند ہی روز میں تمہارا مال خریدار کو اور اُس کے دام لے کر تمہیں پہنچا دینگے +

۵ - پارسل کا محصول فی سیر چھ آنے ہے - پارسل سیا ہوا اور خوب مُہر کیا ہوا ہونا چاہیے +

۶ - پیکٹ یا پلندہ جو دونو طرف سے اتنا کھلا ہو کہ اُس میں رکھی ہوئی چیز معلوم ہو سکے - اُس کا محصول آٹھ آنے فی سیر ہے -

اخباروں کا محصول بہت سستا ہے یعنی جو اخبار ڈاک کے دفتر میں درج ہو چکے ہیں۔ اُن پر آٹھ تولے تک صرف ایک پیسہ محصول لیا جاتا ہے ٭

۷۔ اگر بہت سے روپے کے نوٹ یا جواہرات وغیرہ قیمتی مال بھیجنا ہو۔ تو پارسل یا لفافہ میں بند کر کے لاکھ کی مُہریں لگانے کے بعد اُوپر لکھ دو کہ اِس میں اِتنی مالیت موجود ہے۔ جسے بھیجو گے۔ ڈاک والے اُسے تمہاری مُہریں صحیح و سالم دکھا کر چیز حوالے کر دینگے اور رسید تمہیں پہنچا دینگے۔ اِس کا محصول صرف دو آنے سینکڑہ ہے۔ اور اِسے "بیمہ" کہتے ہیں ٭

۸۔ کسی ضروری خط کی رسید چاہو۔ تو دو آنے فیس دینے پر رجسٹری ہو جائیگا۔ ویلیو پے ایبل۔ پارسل اور بیمہ کے لئے بھی رجسٹری ضروری ہے ٭

۹۔ بغیر ٹکٹ کے خط بھیجو گے۔ تو پانے

والے سے دو گنا محصول لیا جائیگا - کسی بھیجی ہوئی چیز کے دیر سے پہنچنے یا بالکل نہ پہنچنے کی شکایت ہو - تو لفافہ پر ٹکٹ لگانے کی ضرورت نہیں - صرف "شکایتِ ڈاک" لکھ دو - مگر ایک آنہ کا ٹکٹ تحقیقات کی فیس کا لفافہ میں رکھ دو - اس کے بغیر توجہ نہ ہوگی اور چھ ماہ کے بعد کوئی شکایت نہ سُنی جائیگی ٭

۱۰ - انتظام کی خوبی اسے کہتے ہیں کہ محکمۂ ڈاک کو اپنا خرچ نکال کر بھی خاصی بچت ہو جاتی ہے اور عام لوگ بھی اس سے بے انتہا فائدہ اُٹھا رہے ہیں ٭

سوالات

۱ - خطوں اور پارسلوں وغیرہ کا محصول کس حساب سے لیا جاتا ہے ؟

۲ - ویلیو پے ایبل اور بیمہ سے کیا مراد ہے ؟

۳ - ڈاک خانہ کی شکایت کا کیا طریقہ ہے ؟

جھوٹ نہ بولو۔ غُصّہ نہ کرو

شہزادہ۔ درونہ اچارج۔ یُدھشٹر۔ بھیشم
غبی۔ پِتامہ۔ دنگ رہ جانا۔ سبق

۱۔ کوروں پانڈوں کے شاہزادوں کی تعلیم پر درونہ اچارج ایک بہُت بڑے عالِم اَور لائِق شخص مُقرّر تھے۔ اِنھوں نے سارے شہزادوں کو جو پہلا سبق دِیا۔ وُہ یہ تھا۔ کہ "جھوٹ نہ بولو۔ غُصّہ نہ کرو"۔

۲۔ دُوسرے دِن اُستاد نے سبق سُننا چاہا۔ تو سب نے سُنا دِیا۔ مگر یُدھشٹر بولا۔ "مجھے تو ابھی یاد نہیں ہُوا"۔ اُستاد نے کہا۔ "اچھّا آج آگے سبق نہ ملیگا۔ سب اِسی کو یاد کرو"۔

۳۔ تیسرا دِن آیا۔ تو اُستاد نے یُدھشٹر سے پُوچھا۔ "آج تو تمہیں سبق خُوب یاد ہوگا"؟ مگر اِس نے وُہی جواب دِیا کہ "مجھے اب تک

بھی یاد نہیں ہُوا"۔ اُستاد نے ناراض ہو کر دُوسروں کو آگے پڑھا دیا۔ اَور اُس سے کہا "تم وُہی یاد کرو"۔ اِسی طرح چھ سات روز تک یُدھشٹر یہی جواب دیتا رہا کہ "مجھے پُورا سبق یاد نہیں ہُوا"۔ آخر آٹھویں دِن اُستاد نے غُصّہ میں آکر پہلے تو یُدھشٹر کے مُنہ پر کئی طمانچے مارے۔ اَور پھر اُٹھا کر دُور پٹک دیا کہ "تم بڑے نالائق اَور غبی لڑکے ہو"۔ لیکن یُدھشٹر نے کُچھ بھی بُرا نہ مانا ✣

۴۔ اب ایک مہینہ گزر گیا۔ دُوسرے شہزادوں نے کتاب کے کئی کئی صفحے پڑھ ڈالے۔ لیکن یُدھشٹر کا جواب وُہی رہا کہ "مجھے ابھی پُورا سبق یاد نہیں ہُوا"۔ جس پر درونہ اچارج نے اِن کے دادا بھیشم پتامہ سے شکایت کی۔ کہ یُدھشٹر اِتنا کُند ذہن ہے کہ مہینے بھر میں "جھوٹ نہ بولو۔ غُصّہ نہ کرو" کا فقرہ یاد نہیں کر سکا ✣

۵۔ بھیشم نے یُدھشٹر کو بُلا کر پیار سے نصیحت

کی۔" کہ دیکھو! تمہارے ساتھی کتنے ورق پڑھ گئے مگر تم نے ایک فقرہ بھی یاد نہیں کیا"۔

۶۔ یدھشٹر نے جواب دیا۔ "پتاماہ جی! یاد کے یہ معنی ہیں کہ جھوٹ بولنے لگوں تو یاد آجائے کہ "جھوٹ نہ بولو" اور غصہ آئے۔ تو یہ یاد آ جائے کہ "غصہ نہ کرو"۔ جس میں سے مجھے اب تک صرف پچھلا حصہ یاد ہوا ہے۔ چنانچہ گروجی نے اس دن مجھے بہت پیٹا مگر مجھے تو بھی غصہ نہ آیا لیکن ابھی جھوٹ نہ بولنے پر مجھے اتنا قابو نہیں ہوا۔ پس میں کیسے کہ دوں کہ سبق یاد ہو گیا ہے"۔

۷۔ یدھشٹر کے دادا اور اُستاد جواب سُنکر دنگ رہ گئے اور جان لیا کہ یہ لڑکا سب سے بازی لے جائیگا۔ چنانچہ بڑا ہو کر سچائی دیانتداری اور بہادری میں یدھشٹر ہی سب سے اوّل نکلا۔

سوالات

۱۔ یدھشٹر نے کیا سبق یاد کیا؟
۲۔ یدھشٹر کس درجہ کا راجہ تھا؟
۳۔ پیرا نمبر ۶ بطور املا لکھایا جائے؟

اِصطلاحاتِ جُغرافیہ

جُغرافیہ - میدان - پہاڑ - سِلسِلۂ کوہ
چوٹی - درہ - وادی یا ویلی - دامنِ کوہ
جِھیل - دریا - ندّی - نالہ - منبع - دہانہ
ڈیلٹا - مُعاونِ دریا - سنگھم یا اِتّصال -
سمنّدر - بحیرہ - خلیج - آبنائے - جزیرہ - جزیرہ نُما

۱- عزیز بچّو! آج تمہیں کچھ اُس زمین کا حال بتایا جاتا ہے - جس پر ہم تُم بلکہ دُنیا کے تمام لوگ رہتے سہتے ہیں - جغرافیہ اصل میں لفظ "جیو گریفی" ہے - جو دو یُونانی لفظوں "جیو" اور "گریفی" سے مِل کر بنا ہے - "جیو" کے معنی "زمین" اور "گریفی" کے معنی "بیان کرنا" ہے - اِس طرح "جیو گریفی" کے معنی زمین کا حال بیان کرنا" ہوا

پس جُغرافیہ وُہ عِلم ہے جو زمین اور اُس کے باشندوں کا حال بتائے ÷

۲ - اَب تُم زمین کی طرف دیکھو گے - تو اِس کی کئی حالتیں پائی جائینگی کہیں نیچی ہے کہیں نہایت بُلند - اِسی طرح کہیں تو پانی بہ رہا ہے کہیں چُپ چاپ کھڑا ہے - اِس لئے اِن کے نام بھی الگ الگ مُقرّر ہو گئے ہیں - مثلاً :-

ا - اگر زمین دُور تک ہموار چلی جائے تو اُسے **میدان** کہتے ہیں ÷

ب - اگر پتھروں یا مٹّی کا ٹیلا سا ہموار زمین پر کھڑا ہو - تو اُسے **پہاڑی** کہا جاتا ہے - اگر بہت بُلند ہو - تو اِسی کو **پہاڑ** کہتے ہیں ÷

ج - یہی پہاڑ اگر سینکڑوں میل تک چلے جائیں - تو اِنہیں **سِلسِلۂ کوہ** کہا جاتا ہے ÷

د - پہاڑ کے سب سے اُونچے حِصّہ کو "پہاڑ کی **چوٹی**" کہتے ہیں ×

ہ - دو پہاڑوں کے درمیان جو تنگ راستہ وار پار گزرنے کے واسطے قدرتی طور پر بنا ہُوا ہو۔ اُس کو **درہ** کہا جاتا ہے ×

و - پہاڑوں کے درمیان جو میدان واقع ہو اُسے **وادی** یا **ویلی** کہتے ہیں اور

ز - جہاں سے پہاڑ شرُوع ہوتا ہو اُس زمین کو **دامنِ کوہ** کہا جاتا ہے ×

۳ - جس طرح خشکی یعنی زمین کا حال اُوپر بتایا گیا ہے۔ اُسی طرح خُدا نے دُنیا میں پانی کے بھی بڑے بڑے ٹکڑے بنا دیئے ہیں۔ تم یہ سُن کر تعجّب کروگے کہ دُنیا میں خشکی بہت کم اور پانی بہت زیادہ ہے یعنی تین حصّے پانی ہے اور ایک حِصّہ خشکی اس لئے پانی کے بڑے بڑے حصّوں کے

نام بھی سُن لو ÷

ا- بعض اوقات زمین پر پانی کھڑا ہو کر میلوں تک پھیل جاتا ہے اور کبھی خُشک نہیں ہوتا - مگر اُس کے چاروں طرف خُشکی ہوتی ہے - ایسے پانی کے ٹکڑے کو **جھیل** کہتے ہیں ÷

ب- جو پانی کسی پہاڑ پر سے نکل کر یا چشمے سے اُبل کر کسی بڑے پانی میں جا گرے اُسے **دریا** کہتے ہیں - اگر یہی چھوٹا ہو تو **ندی** یا **نالہ** کہلاتا ہے ÷

ج- جس جگہ سے کوئی دریا وغیرہ نکلتا ہو- اُسے **منبع** کہتے ہیں ÷

د- جہاں جا کر دریا گرتا ہے - اُسے **دہانہ** کہا جاتا ہے - اور اگر دریا کسی بڑے پانی میں گرنے سے پہلے شاخوں میں تقسیم ہو کر گرتا ہو - تو ایسے دہانہ کو **ڈیلٹا** کہا جاتا ہے ÷

ھ - چھوٹا دریا اگر بڑے دریا میں جا ملے
تو **معاون دریا** کہلاتا ہے ٭
و - اِن دونو کے ملنے کے مقام کو سنگھم
یا **اِتّصال** کہتے ہیں ٭
ز - جو زمین اِن دونو ملنے والے دریاؤں
کے درمیان واقع ہو - اُسے **دوآبہ**
کہا جاتا ہے ٭
ح - پانی کے بہت بڑے ٹکڑے کو . جو
ہزاروں میل تک پھیلا ہُوا ہو -
سمندر یا **بحر** کہتے ہیں ٭
ط - اگر یہی ٹکڑا کسی قدر چھوٹا ہو - تو
بُحیرہ کہلاتا ہے ٭
ی - جو سمندر کا حصّہ تین طرف خُشکی رکھتا
اور ایک طرف سمندر سے ملا ہو -
اُسے **خلیج** کہتے ہیں ٭
ک - دو بڑے سمندروں یا بحیروں کو جو
تنگ پانی کا راستہ آپس میں ملائے -

اُسے آبنائے کہا جاتا ہے ؛

ل - سمنّدر یا بحیرہ، خلیج یا جھیل میں اگر کوئی خُشکی کا حِصّہ آ جائے جو چاروں طرف پانی سے گِھرا ہُوا ہو۔ اُسے جزِیرہ کہتے ہیں ؛

م - اگر تین طرف پانی ہو اور ایک طرف خُشکی تو اُسے جزِیرہ نما یا شبہ جزیرہ کہتے ہیں ؛

مرزا سِراج الدین سابق ڈائرکٹر تعلیم افغانستان

سوالات

۱- سِلسِلۂ کوہ کِسے کہتے ہیں ؟
۲- وادی یا ویلی کیا چیز ہے ؟
۳- سمنّدر کِسے کہتے ہیں ؟
۴- جھیل کیا شے ہے ؟

لنڈن کی ریلیں

طِلسمات پلیٹ فارم نشست

کیفیّت زمیں دوز فلک پیما

۱- ہندوستان اور پنجاب میں جو ریل جاری ہے۔ اِس مُلک کے لئے تو وُہی طِلسمات سے کم نہیں۔ مگر ہمارے بادشاہ سلامت کے وطن لنڈن میں تو ریلیں عجیب تماشہ کی بنی ہوئی ہیں۔

۲- لنڈن کا شہر دریائے ٹیمز کے دونو کناروں پر پندرہ میل لمبا اور بارہ میل چوڑا آباد ہے۔ یعنی ایک سَو اسّی مربع میل آبادی کا نام لنڈن ہے۔ جہاں لاکھوں چھوٹے بڑے مکانوں میں پچاس لاکھ سے زیادہ آدمی بس رہے ہیں ۔

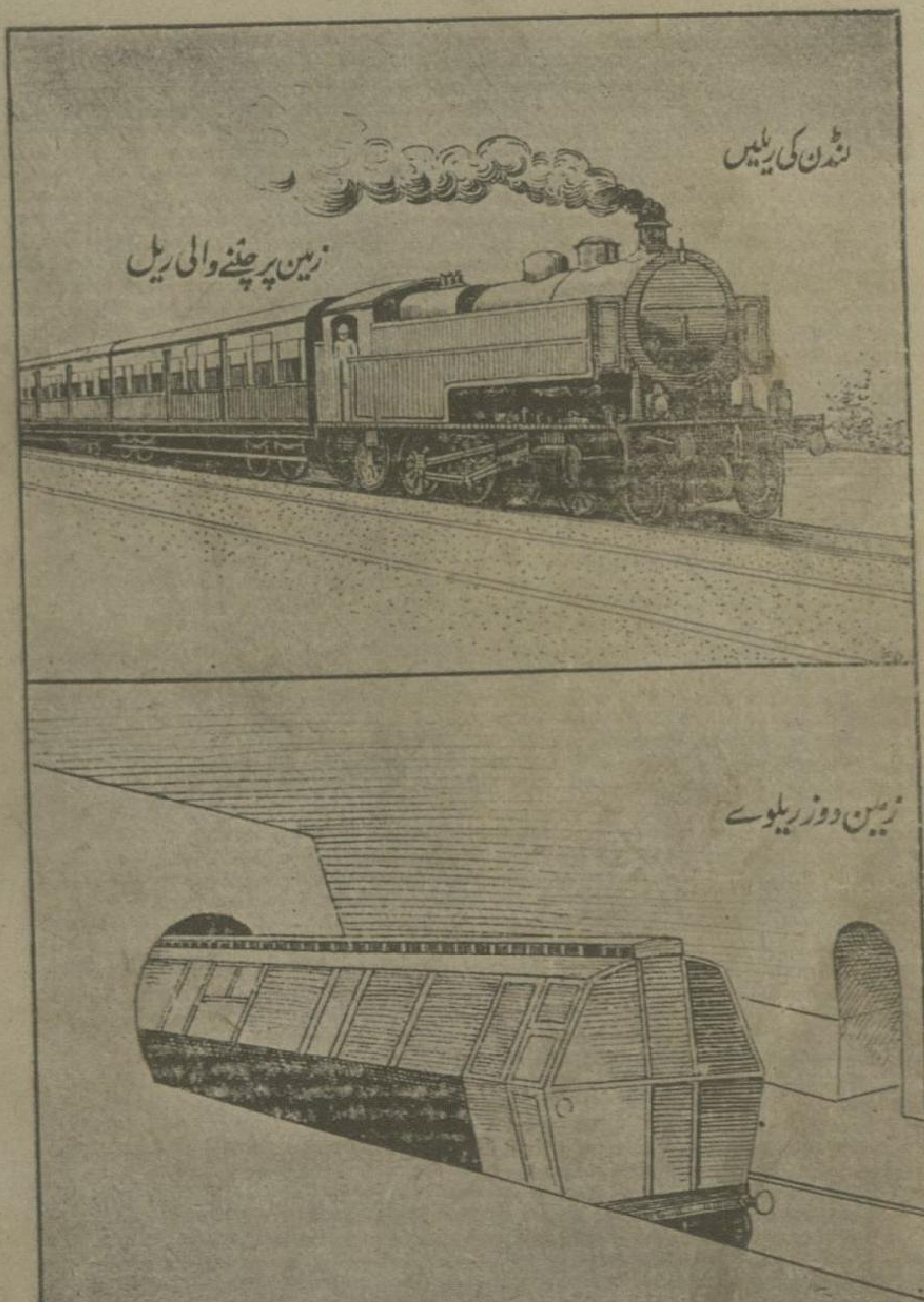
۳- لنڈن کے رہنے والے چونکہ سبھی کار و باری لوگ ہیں۔ اور اُنہیں اپنی ضرورتوں

کے لئے شہر کے ایک حصّے سے دُوسرے حصّے
میں جانے کی دِن میں کئی کئی بار ضرورت پڑتی ہے
اِس لئے شہر لنڈن کے سٹیشنوں سے پانچ پانچ
مِنٹ کے بعد ریل چھوٹتی رہتی ہے - لیکن
آنے جانے والوں کی پھر بھی اِتنی کثرت ہے
کہ ریل کی ایک پٹڑی کافی نہیں ہوسکتی - اِس
لئے وہاں چار پٹڑیاں بنائی گئی ہیں - مگر اِس
طرح نہیں کہ زمین پر پاس پاس بچھا دی
گئی ہوں - کیونکہ اِتنی وافر زمین ہی نہیں +
۴ - چار پٹڑیوں کی ترکیب یہ کی گئی ہے
کہ ایک پٹڑی تو معمُولی زمین پر چلنے والی
ریل کی ہے - دُوسری زمین کے نیچے چلنے
والی کی - اور تیسری اِس سے بھی نیچے چلنے
کی - اور چوتھی اِتنی بُلندی پر چلتی ہے کہ
کئی مکانوں کی چھتوں پر سے گزر جاتی ہے
ہر ایک ٹرین میں دس گاڑیاں اور تین سَو
ساٹھ آدمیوں کی نشست ہوتی ہے +

۵ - زمین پر چلنے والی ریل پر بیٹھنا تو تمہیں معلوم ہو گا - اب نیچے یا اوپر چلنے والی ریلوں پر سوار ہونے کی کیفیت سنو - کہ اُن کے سٹیشن تو معمولی زمین پر ہی بنے ہیں - مگر ان میں اونچی یا نیچی ریل پر بیٹھنے کے لئے حرکت کرنے والے کمرے موجود رہتے ہیں - لوگ ٹکٹ لیکر جب ان کمروں میں بیٹھ جاتے ہیں تو ایک کمانی دار بٹن دباتے ہی کمرے کا کمرہ اوپر یا نیچے کے پلیٹ فارم پر جا پہنچتا ہے - اور لوگ اُن میں سے نکل کر زمین دوز یا فلک پیما ریل گاڑیوں میں آ بیٹھتے ہیں اور گاڑی روانہ ہو جاتی ہے +

سوالات

۱ - شہر لنڈن کتنے میلوں میں ہے اور آبادی کتنی ہے؟
۲ - لنڈن میں کتنے قسم کی ریلیں چلتی ہیں؟
۳ - ہر ریل میں کتنے مسافر اور کس طرح سوار ہوتے ہیں؟


لنڈن کی ریلیں
زمین پر چلنے والی ریل
زمین دوز ریلوے

لِکھنا

مشق اِنشاء فدوی

۱- داناؤں نے عِلم کے تین حِصّے کِئے ہیں پڑھنا - لِکھنا اور گِننا یعنی حِساب - اِس میں سے پڑھنے کی کِتابیں تو تُمہیں اُستاد پڑھاتے ہیں اور تُمہارا زِیادہ وقت اِسی میں صرف ہوتا ہے مگر لِکھنا اور گِننا دونو ایسی چیزیں ہیں - کہ اُستاد اِن کے قاعدے بتا کر مشقیں تو کرا دیتے ہیں - لیکن اِن کے سمجھنے اور کرنے کا بوجھ خُود تُم کو ہی سہنا پڑتا ہے ؞

۲- اب ہم تُمہیں لِکھنے کا قاعِدہ سمجھاتے ہیں - اوّل تو یہ کہ لِکھنے کے دو حِصّے ہیں ایک خُوش خطی یعنی اِملا - اور دُوسرا اِنشاء یعنی اپنے دِل کی بات کو لِکھنے کے ذریعے دُوسرے پر ظاہر کرنا ؞

۳- لکھنے میں بہت جلدی کرنا فضول ہے۔ جلدی میں خط خراب ہو جاتا ہے۔ لفظوں کی نشست کا خوب خیال رکھو کہ کوئی حرف اپنی حد سے اوپر نیچے نہ ہو جائے۔ خوشخطی کی کاپیوں میں جو چار لکیریں کھنچی ہوئی دیکھتے ہو۔ یہ صرف اس واسطے ہیں۔ کہ تم ہر ایک لفظ اور حرف کو اس کے موقع پر لکھنا سیکھ جاؤ۔ آڑے ٹیڑھے لفظ نہ لکھے جائیں۔ جہاں تک ممکن ہو۔ الفاظ بھی ویسے ہی خوبصورت لکھنے کی کوشش کرو جیسے کہ کاپی پر لکھے ہیں ؞

۴- انشاء یعنی مضمون نویسی میں یہ کار آمد گر یاد رکھو کہ لکھنے میں ایسی ہی عبارت اور الفاظ استعمال کرو۔۔ جیسے تم کسی سے سامنے بیٹھے باتیں کر رہے ہو۔ مثلاً تمہیں کسی شادی میں جانا ہے۔ اور اس لئے سکول سے دو دن کی چھٹی لینی ہے۔ تو اپنی عرضی

اِس طرح لکھو :-

بخِدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب ڈی۔بی سکول لاہور
جناب والا ! آداب و نیاز
فدوی کو اپنے بھائی کی شادی میں کل بمقام شیخوپورہ جانا ہے۔ جہاں سے پرسوں واپس آنا ہوگا۔ اِس لئے براہِ مہربانی دو دِن کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ زیادہ آداب
مؤرخہ یکم مئی ۱۹۲۳ء

عرض
خاکسار حامد علی متعلم جماعت سوم پرائمری

یہ بھی یاد رہے کہ سکول میں چھٹی وغیرہ کے لئے جو عرضی دی جاتی ہے۔ اُس پر باپ یا بڑے بھائی کی تصدیق بھی ضروری ہے بغیر تصدیق کے عرضی منظور نہیں ہوتی ✦

تعلیمی اُصول

مَحْض سَرسَری خَلَل اِسْتِعْداد

۱۔ طالب علمو! سبق میں جس قدر غور و فکر سے کام لوگے۔ تمہاری ذہنی قوّت اور علمی استعداد ترقّی کرتی چلی جائیگی۔ اگر طبیعت پر زور نہ ڈالوگے اور محض اُستاد کے بھروسے رہا کروگے تو تمہارا حال اُن اپاہج بچّوں کا سا ہوجائیگا جو دُوسروں کی مدد ڈھونڈتے رہتے ہیں۔

۲۔ پہلے تمہیں اِس بات پر زیادہ توجّہ چاہئے کہ ماسٹر صاحب کیا سمجھا رہے ہیں۔ اِس کو حرف بہ حرف سمجھنے کی کوشش کرو اور سمجھ میں نہ آئے۔ تو دوبارہ دریافت کرلو۔ یہاں تک کہ وہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہوجائے۔

۳۔ پچھلے سبق کو بھی فرصت کے وقت دیکھتے رہو۔ اِس سے یہ فائدہ ہوگا کہ جو کچھ تم نے

سیکھا ہے - وُہ ہمیشہ یاد رہیگا - وقت پر اُس سے فائدہ اُٹھاؤ گے اور بخوبی کام میں لاؤ گے ؞

۴ - مُطالعہ کرنے والوں کی حالت اُن بچّوں کی سی ہوتی ہے - جو گھٹنوں کے بل چلنا سیکھتے ہیں مگر گِر گِر پڑتے ہیں - لیکن پھر بھی چلنے پھرنے کی مشق برابر جاری رکھتے ہیں - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آخرکار اونچے ٹیلوں اور گہری خندقوں کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے - یہی حال مُطالعہ کرنے والوں کا ہے - کہ آخرکار وُہ بڑی بڑی معلومات حاصل کر لیتے ہیں ؞

۵ - مُطالعہ کے یہ معنی نہیں کہ ایک دو بار سرسری طور پر کتاب کو دیکھ لیا جو کُچھ یاد رہا - رہا - باقی کو اِس بھروسہ پر چھوڑ دیا کہ اُستاد سے یا کسی ہوشیار ہم سبق سے دریافت کر لینگے - جو طالب علم ایسا کرتے ہیں - اُن کی لیاقت ہرگز ترقّی نہیں کر سکتی

مُطالعہ کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرے کو غور سے پڑھو کیسی ہی مُشکل یا آسان بات ہو بغیر سمجھے نہ چھوڑو +

۶ - سبق یاد کرنے اور مُطالعہ کے لئے ایک خاص وقت مقرّر کرو اور تنہا بیٹھو تاکہ کوئی غُل مچانے والا نہ ہو نہ کوئی کھیل یا تماشے کی چیز تُمہارے سامنے آئے - اور اُس کے سبب تُمہارا دِھیان بٹے - بعض طالب عِلم چِلّا چِلّا کر یا ناک میں گُنگنا کر پڑھتے ہیں - جو بہت خراب عادت ہے - ہمیشہ چُپ چاپ اور خاموشی کے ساتھ پڑھا کرو - تاکہ غور و فکر میں خلل نہ پڑے +

۷ - بعض طالب عِلم کتاب پر بالکل جُھک پڑتے ہیں یا کتاب کو آنکھوں تک لے جاتے ہیں - یہ عادت بھی ناقص ہے - کتاب کو سینے تک رکھ کر پڑھنا چاہیے +

اَے مُلک کے ہونہار بچّو

ہونہار   سنگار   معصُوم   رام کرنا

بدخُلقی   آموختہ   عِلم و عمل   راستی

۱- اَے مُلک کے ہونہار بچّو!
اَے قوم کے نَو بہار بچّو!

۲- گھر بھر کے ہو تُم سِنگار بچّو!
دِل تُم سے ہے بر قرار بچّو!

۳- معصُوم ہو اور پیارے پیارے
دِل تُم سے بندھے ہوئے ہیں سارے

۴- ماں باپ کی آنکھ کے ہو تارے
دونوں کی حیات کے سہارے

۵- پڑھتے ہو تو نیک کام کرنا
ماں باپ کو نیک نام کرنا

۶- نیکی دُنیا میں عام کرنا
خُوش خلقی سے سب کو رام کرنا
۷- نیکی کی ہے جان خُوش بیانی
بد خُلقی ہے عَیب کی نشانی
۸- سَو عَیب کی جڑ ہے بد زبانی
ہے پھیرتی آبرُو پہ پانی
۹- آموختہ خُوب یاد کرنا
دامن علم و عمل سے بھرنا
۱۰- ماں باپ سے اور خُدا سے ڈرنا
ہر کام کو راستی سے کرنا
(گلدستہ)

سوالات

۱- شِعر نمبر ۵ کا کیا مطلب ہے؟
۲- شِعر نمبر ۸ کے کیا معنی ہیں؟
۳- شِعر نمبر ۱۰ چار دفعہ بطورِ اِملا لِکھایا جائے۔

مطبوعہ فیروز پرنٹنگ ورکس بیرون شیرانوالہ دروازہ
سرکلر روڈ لاہور باہتمام ایم عبدالحمید منیجر